TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222356

UNIVERSAL LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵د۳۱۵ Accession No. U1673

Author م ہ ہوش نیاز احمد خان

Title مثنوی ترانہ ہوش

This book should be returned on or before the date last marked below.

الحمد للہ

Checked 1976

بعون خالق کون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان جل شانہ

کتاب بے مثل و لاجواب نادرہ انتخاب یعنی قصہ راحت جان و آرام جان بزبان فصیح و بلیغ اردو
مضمون جدید بستایش امیر الامرا شمس الدولہ آسمان جاہ بہادر مدار المہام ریاست
حیدر آباد دکن و حضور پر نور نظام الملک آصف جاہ بہادر والی حیدر آباد فیض بنیاد
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مسمےٰ بہ

مثنوی ترانۂ ہوش

مصنفہ جناب ارسطوی زمان فہامہ سخندان اُستاد یگانہ یکتای زمانہ اکمل الکملا حکیم الحکما نظم
دنا نثر یاجوش و خروش دہلوی حکیم نواب پیارا احمد خان صاحب ہوش عرف چھبے میان خلف الصدق
جنت آرامگاہ حافظ نواب نیاز محمد خان نبیرہ مکرم الدولہ حافظ الملک نواب رحمت خان بہادر دوعبیر جنگ
شہید سعید والی سابق ملک روہیلکھنڈ بن ارشد تلامذہ حضرت مدبر الدولہ مدبر الملک منشی سید
مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ اسیر مرحوم لکھنوی

در مطبع علمی واقع سہابیلی گلی مفتی صاحب طبع گردید

سنہ ۱۳۰۶ ہجری

طبع اول

التماس

مدہوشان بادۂ سخن کو مژدہ ہو کہ [illegible] عالی یہ مثنوی مسمی بہ ترانۂ ہوش
جسکے دیکہنے کی آنکہیں سنہ ۱۳۰۲ ہجری [illegible] گلدستہ جوہر سخن سے مشتاق
کر رکہیں تہیں اور ہر فرد بشر کی زبان پر یہی کلام تہا کہ کب یہ آفتاب
سپہر نازک خیالی جلوہ گر ہو [illegible] اب طبع ہو کر شایع ہوئی۔ واقع
مین یہ کتاب دیدہی نہ شنیدہ [illegible] گلزار نسیم گل پژمردہ اور یہ بہار تازہ
جدید لذید کی مصداق ہی۔ [illegible] مصنف کی مدح وستایش مین
رطب اللسان آفاق ہی۔ جن حضرات کو خواہش ہو بقیمت چار آنہ
سواسے دو آنہ ویلوپیبل اور ایک آنہ محصولڈاک بھیجکر دوکان مطبع نظامی
بریلی یا حضرت مصنف مدظلہ العالی مقام بریلی بازار صندل خان سے طلب فرمالین

ملتمس

کمترین رفیع الدین تاجر کتب و مالک مطبع نظامی واقع بانس بریلی گلی مفتی صاحب
متصل کٹرہ مانرای

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

مثنوی بے مثل ولا جواب نادر انتخاب یعنی قصہ راحت جان و آرام جان بزبان فصیح وبلیغ اردو مدح وستایش امیر الامرا بشیر الدولہ آسمان جاہ بہادر مدار المہام ریاست حیدر آباد دکن وحضور پرنور نظام الملک آصف جاہ بہادر والی حیدر آباد فیض بنیاد خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ مسمے

ترانۂ ہوش

مصنفہ جناب ارسطو زمان فہامۂ دوران اوستاد یگانہ یکتای زمانہ اکمل الکملا حکیم الحکما عالم وناثر باجوش وخروش مولوی حکیم نواب نیاز احمد خان صاحب ہوش عرف بنے میاں خلف الصدق جنت آرام گاہ نواب حافظ نیاز محمد خان صاحب نبیرہ مکرم الدولہ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر شہید سعید والی سابق ملک روہیلکھنڈ من ارشد تلامذہ حضرت تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر ببہادر جنگ اسیر مرحوم لکھنوی

در مطبع نظامی واقع [illegible] مطبوع گردید

CHECKED 1965
u 1673
…IA … LIB… HYDERA…
Checked

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر گل مین ہی رنگ حمد کی بو　بو مین ہی بہار گلشن ہو　سوسن کی زبان کر گئی کام　گر گوش چمن کئے لیا نام

بلبل کا جگر برنگ گل ہی　طوق قمری کا سب مین غل ہی　اشجار کو ہی ہوا اوسی کی　حیران ہی بدل صبا اوسی کی

پھولونکو پلاتی یہ ہوا ہی　تیونکی زبان پہ پتا ہی　ہر باغ مین ہی فضا اوسی کی　ہر داغ مین ہی ضیا اوسی کی

گلزار جہان بہار قدرت　غنچونمین نہان ہزار صنعت　کلک دو زبان ہی لوین دُر افشان　ہو ذائقہ بیان و چندان

ہو نعت بھی بعد حمد داور　شیرینئی قند ہو مکرر　پیدا ہی یہ جنبش دو لب سے　ہی نعت کا وصل حمد رب سے

نعت جناب شاہ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم

جب سے وہ نبی ہوا ہی پیدا　آغوش عطا و لطف ہی وا

وہ کون نبی ہر اک کا مطلوب　کونین کا دل خدا کا محبوب　وہ عین کرم ہے بحر رحمت　نلے سایہ ہی مثل ابر رحمت

نقشہ یہ پری کھنچا ہی طرفہ　جو نیکے اوڑا ہی رنگ خاکہ　جس شمع مین صرف حق کا ہی نور　کیونکر نہ وہان ہو اُسکا کافور

ہنہ کل کا اوسیکی وجہ دیکھا　مرآت جہان ہی سایہ اُسکا　وہ بام ہی نور کے محل کا　آل و اصحاب اوسکا زینا

وہ مثل امام سبحہ ممتاز　دانون مین شمار کل باعزاز　ہین دال حواس خمسہ اسیر　ہی الفت پنجتن برابر

مناجات بجناب قاضی الحاجات

اُنکی صدقے مین جو مین مانگون　نلے ہاتھ بڑہا سے جلد پاون

محبوب ملے مہ اسے خدا عید　ہو جیب سحر ہلال امید　ہو مہر کیطرح نام روشن　فشی فلک جھکا ہی گردن

مقصد اپنا سخن مین گر جائے　نوبت وہ بجے کہ دہوم پڑ جائے　ہو صورت جامی و نظامی　نامہ مرے نام کا بھی نامی

مردم کی نظر ہو میرا مسکن   آنکھیں نہ ملائیں مجھ سے دشمن
سب ان میں جادو بیان کو   ہو سحر حلال نکتہ دان کو
ہر مصرعہ نو ہلال ہو جائے   حاصل یہ مجھے کمال ہو جائے
خورشید ہو شوکت معانی   جلوہ نہ پکارے لن ترانی
نقطہ ہو ہر ایک نقطۂ دل   ہو صفحۂ سادہ پردۂ دل
چرچا شب و روز ہو انہیں کا   خاکا اوڑے خوب نقش چین کا
خامہ بلبل کا ہم زبان ہو   مشہور ہزار داستان ہو
چاک سینہ ہو زخم گل کا   رفتار ہو دور جام مل کا
دکھلاتے بہار تازہ مضمون   رنگ گل مہر کا کرے خون
منہ کی کھائے جو غنچہ ٹوٹے   کانٹے کی طرح نصیب پھوٹے
ہو رزم کا بزم کا نیا ڈھنگ   نیرنگ طلسم بھی ہو خوش رنگ
جسکا سایہ ہو نور گستر   ہو مردم دیدۂ سخن ور
دے شمع کو لو تو شان لو کو   دے مہر کو ضو تو آب ضو کو
مردم کو نظر نظر کو جادو   جادو کو اثر اثر کو قابو
دل کو مرے درد آشنا کر   ہر سانس کو نالۂ رسا کر
ہر وقت مری زبان سے دو کام   جاری ہو ترے حبیب کا نام

دلمیں کٹیں خون حاسدان ہو   سیفی انہیں تیری زبان ہو
وہ آب ہو نظم کو میسر   پانی پانی ہو سلک گوہر
مضمون کا ہر اک کے دلمیں گھر ہو   پیدا یہ زبان میں اثر ہو
کرسی حروف اوج پا کر   ہو پایۂ عرش کی برابر
خال رخ جان ستان کی صورت   رخسارۂ مہوشان کی صورت
رخ حور کا دائرون سے لے آب   ہر سطر سے زلف مانگ لے تاب
ریشہ ہو خط شعاع اسکا   ہو پر کو ہما کی کچھ نہ پروا
لے نوک تو نوک بانکپن سے   میدان چمن کو سرد کر دے
ہو دیکھ کے رنگ لال بلبل   شیشہ کرنے نہ پائے قلقل
کچھ رنگ ہی طبع کا جدا ہو   ہر خار ہو گل نئی ہوا ہو
اس حسن سے نظم مثنوی ہو   یہ اوس میں ضیا بھری ہوئی ہو
کہتے ہیں تجھے رحیم یا رب   دینے والا کریم یا رب
شعلے کو شرر شرر کو پروانہ   بجلی کو تڑپ تڑپ کو آوانہ
دامن در مدعا سے بھر دے   موج دریا زبان کر دے
پیتا رہوں جام عشق تیرا   زاہد کا عمل ہو فسق میرا
ہمدم مجھے مرتے دم تری یاد   مٹی پس مرگ ہو نہ برباد

سبب نظم کتاب

اے ساقی ماہ تاب صورت   نیک اختر و آفتاب صورت
ان روزون پلا دے ساغر مے   دور فلکی ہو پیتے ہی طے
اس گردش چرخ کا برا ہو   اس خوبی بخت کا بھلا ہو
جب جا کے ہوا وطن میں شاد   کلکتہ سے آیا حیدرآباد
کیون آیا میں بخت آزمانے   کیا دور کے ڈھول تھے سہانے
افکار خلش نہ کر سکیں کچھ   آلام نہ یار ہو سکیں کچھ
کلکتہ دکھایا جسنے مجھکو   کوسون پھینکا وطن سے مجھکو
جانا جو بڑھی یہاں بھی وحشت   سیارہ ہی اپنا نجم قسمت
لتے میں کہا یہ دل نے خاموش   کچھ خیر ہی ہوش کیوں ہے بیہوش

وہ بارگہہ شہ دکن ہے
دارا ہے ہر ایک خادم اسکا

وہ رتبہ شناس ہر بشر ہے
مشکل سے ملے جو ہو وہی خوب

تھا قفل دہن یہ قول گویا
ہاتھ آے مرے کوئی فسانہ

دیکھا کہ بہار ہے سراپا
پھر تو یہ ہوا ارادہ میرا

ہو جاے قصیدہ نظم تو ہی بہتر
سہرسوں کی روش ہزارہ پھولے

کیا خاک مین انکی ہون برابر
مین باد خزان وہ نکہت گل

بلبل مجھکا جواب لال دے گیا
جز خار انھون نے کچھ نہ چھوڑا

کھلے نہ زمین چمن مین جو گل

سائل وہین مہ کی انجمن ہے
دارا ہے آبدار ادنے

وہ فرق نماے خیر و شر ہے
تحصیل ہے حسب شان مطلوب

جو کھول سکا نہ منہ مین اصلا
بلبل کو ہو دید گل بہانہ

گلدستہ ہے رنگ عاشقی کا
لطف اسکا کسی روش ہو دونا

رشتے سے ہے آبروی گوہر
گدرشے حاسد کو خار جس سے

مین گرد وہ کیمیا سراسر
مین آب خجالت اور وہ دل

کانٹے کا ادھنا ہوں سے گیا
زر کا ہے گل سخن کے توڑا

تو گل ہو چراغ عقل بلبل

ہو باعث جود وہ معتبر
وہ اسکا وزیر ہے خردمند

دربار مین اسکے جب تراو کر
دے صبر کا ہاتھ سے نہ دامن

کچھ روز دن قیام جا نکر رض
اسمین ضیغم نے نثر اسکی

ہے گلشن جانفزا یہ شہپر
کچھ اسکو گھٹا کے کچھ بڑہا کر

ہر خوبی نظم اسمین بھر دون
گلچین تھے جو اگلے اس چمن کے

وہ بحر روان مین نقش بر آب
وہ مہر فروز بزم عالم

آگے انکے زبان کا کام
پر باغ سخن کا ہے یہ عالم

پای شہرت تو کیون ہون خاموش

محبوب زمن حبیب داور
تسخیر کو کرلے جو نظر بند

سمجھا ہے تو پھر سمجھے ہے کیون فکر
کر مرگ سے پہلے تو نہ شیون

درگاہ خدا مین مینے کی عرض
دکھلائی ادب کے ساتھ سہر

گلرو ہین ہوا سے اسکی سرسبز
تصویر پری بنا دون یکسر

ہر سطر ہو تا کہ سرو موزون
استاد وہ سب تھے اپنے فن کے

مین صورت خس وہ مثل سیلاب
مین باغ جہان مین اشک شبنم

سوسن کی مثال ہے زبان نام
گلچین ہون ہزار گل ہون گم

مجذوب کی طرح ترانہ ہو ش

آغاز داستان مشتمل تولد راحت جان شباب کا آنا تمنای دلدار مین ایک رات سوجانا

اے ساقی ہوشیار ہشیار
شیشہ کہتا ہے ہو کے ساجد

اک شاہ زمان پاستان مین
تلوار ہلال اسکے دم سے

سرمست مے خبر خبر دار
ہو رنگ جو توبہ توڑیں زاہد

نے مثل تھا دفتر جہان مین
جرأت بھی لگی ہوی قدم سے

بیرنگ چنک رہی ہین غنچے
پایا ہے مے سخن نے یون دور

میدان وغا کا تھا وہ فارس
کاکل نے دکھاے بل خطا کے

کاگ اڑتے ہین آج بوتلون کے
لیتی ہے مزے زبان اسطور

تھا زیر حکومت اسکے فارس
زنجیر بنی لٹک کے پاکی

بحر ہمت جو چاہے بڑھ کر
کر دے لب خشک مہر کو تر

حاصل اُسے یون فروغ گل تھا
اندھیر تھا یہ چراغ گل تھا

آغوش سپہر سے تھا جو خالی
تھا بدر مین جلوۂ ہلالی

ملنے ہی کو تھا جہان سے نام
ہر تیر کا دے گئی کمان کام

شمشاد کے نخل مین لگا پھل
سوکھا جو شجر تو نکلی کونپل

پھولے نہ سماے پھر تو ماں باپ
شادی گئی پھیل آپ سی آپ

خیرات کا در بھی ہو گیا وا
مفلس ہوا کیمیا کا جوڑا

سیارہ شناس آئے اکثر
بوٹے گن گن کے انگلیون پر

یہ ماہ کرے جہان کی سیر
ہو داغ نصیب پر بھی خیر

پتلی کیطرح تھا ہر نظر مین
آنکھون کی مثال تھا وہ گھر مین

گھر برج حمل وہ عین خورشید
عالم کو شرف کی اُس سے امید

آنکھون ہی مین کٹتی تھی ادھر سب
گہوارون ہی مین جگاتی تھی سب

کی نام خدا جو گلفشانی
حاضر ہون یہ بولی ترزبانی

ابرو کی صفت جو حسن مین طاق
گیسو کیطرح وہ شہرۂ آفاق

دانش مین وہ عقل کل کا استاد
بینش مین وہ نور دیدۂ صاد

رنگین سخنی مین موج بادہ
باتون مین نبات سے زیادہ

کامل مہ چاردہ کیصورت
مانند ہلال عید شہرت

لیکن جو جما شباب کا رنگ
سانچا سا ہوا نہ دور اُس سے تنگ

میلان کہ میل راہ الفت
ہو دیدۂ دل کی عین زینت

ہر کوچۂ زلف مین تھا پویان
ہر پردۂ چشم مین تھا جویان

پنہان رہے دل مین جنس شرم
پہلو رہے سرد مہر سے گرم

اقبال کئے قبول خدمت
پاسے ہوئی پایہ اُس سے عزت

نے نور نظر تھی چشم دل کو
بے روح وہ بے جگر تھا پہلو

پنجاہ برس کا جب ہوا سن
بیٹا ہوا رات ہو گئی دن

جب روز ہوا تو مہر پایا
دن نے ڈھلکر دکھایا سایا

سرسبز ہوا نشاط کا باغ
رشک گل عیش بن گیا داغ

آواز غنا گئی فلک تک
سرگرم خوشی ہوئی ملائک

تارا چمکا نصیب جاگا
پایا جو ہلال نے ستارا

ثابت ہوا سب ستارے ہین سعد
لیکن ہی ضرور کچھ دنون بعد

تھا راحت جان جو وہ سراسر
پایا یہی نام پھر تو گوہر

وہ میوۂ نخل باغ امید
تھا قوت جان عیش جاوید

ہر اک کو عزیز تھا وہ یوسف
تھا جاہ کا گھر بنا وہ یوسف

آغوش مین دایہ نے جو پالا
ثابت ہوا چاند اور ہالا

بلبل کے لگا وہ پر کترنے
موجین لگین دم اسیکا بھرنے

یکتائی نے نقش یہ جمایا
ثانی کونین مین نہ پایا

اندیشہ مین وہ سخن کی وسعت
وہ فکر مین گرمی طبیعت

ہر علم مین بے حساب طاقت
ہر فن مین بڑھی ہوئی لیاقت

تھا حسن مہ کمال کی ضو
تھی شان چراغ طور کی لو

کھلنے وہ لگا ہوا چمن کی
رونق وہ ہوا ہر انجمن کی

لے لے کوئی دل اس آرزو مین
مشکل مہ و مہر جستجو مین

خواہان شب و روز تھا ہر ایک
ہو سلسلۂ زلف و رخ کسیکا

اک رات بہ رنگ زلف ابتر
تھی چہرۂ دہر پر سراسر

تھی رشک سواد دیدۂ حور
تھی دود سیاہ مشعل طور
سنبل تھی زمین پر سراسر
تھی سنبلہ چرخ جسکی ہمسر
پہنے تھے لباس کعبہ یکسر
دامن مین بھرا تھا مشک اذفر
عالم کو محیط تھی سراپا
ہر نقطۂ دل تھا مرکز اسکا
بڑھکر تھی شب برات سے کچھہ
دن چاہے تو لے لے رات سے کچھہ
رنگت وہی زلف حور کی تھی
چوٹی وہی کوہ طور کی تھی
شہزادہ بھی مقتضای سن سے
اِس رات کا منتظر تھا دن سے
آتے ہی جو سمجھا زلف کا لام
آنکھونکو لگا لڑانے گلفام
پھر ہوکے وہ زیب بخش بستر
ہنس ہنس کے گنا کیا جو اختر
آیا اوسے خواب صبحگاہی
لی مردم دیدہ نے جماہی

خواب مین دیکھنا راحت جانکا ایک شہر و بازار باغ وغیرہ اور عاشق ہونا ایک حسینہ چہر لقا پر

سوتے مین نظر پڑا وہ رویا
برسون جسے دیکھکر وہ رویا
آے ساقی شراب آئے
ہان رات مین آفتاب آئے
ہو خواب مین بھی خیال پیدا
نقشہ کھنچ جاے دخت رز کا
بند آنکھہ ہوئی کھلا در دل
پردہ نرہا جو کوئی حائل
دیکھا کہ ہے دشت دن ہے تھوڑا
انسان کا نام پر ہے عنقا
بھرتا ہے غزال اک ترارے
گھوڑے کو دبائے ہے ہوا کے
صید اسکو کرے ہوا یہ منظور
پیچھے پیچھے چلا وہ کچھہ دور
آہو نہ ملا مگر ہوئی رات
نکلا ہے چرخ ہو چکی گھات
کچھہ آگے بڑہا تو اک در شہر
دیکھا کہ ہے صاف زینت دہر
محسود ہے وہ در جنان کا
مشرق ہے وہ مہر آسمان کا
مثل در توبہ ہے کشادہ
آنکھون سے عزیز ہے زیادہ
رخنہ ہے حسینون کی حیا کا
یا چاک گلون کی ہے قبا کا
رو کار مین آئینونکی جا پر
ہیرے ہین جڑے ہوے برابر
پائی رفعت فلک سے بڑھکر
گہنگرے ہے کنگرونسے اختر
محراب دکھاتی ہے تماشا
ابروئے کشیدہ پری کا
زیب مہ نو بڑھی ہوئی ہے
لیکن یہ کمان چڑھی ہوئی ہے
ہے غیرت ساق حور پایا
کرسی نہین عرش کا ہے سایا
بازار دو رویہ دور تک ہے
پھر زر قلب وہ محک ہے
زیور لیے بیٹھے ہین مہاجن
چہرے آن سبکے ہین یہ روشن
جنکے سکے پڑے ہین یکسر
قربان ہین چاند سورج انپر
بازار ہے گرم جبسے اونکا
ہے مہر کی اشرفی پہ بٹا
حلقہ بالے کا ہے نرالا
ہے ماہ کے ہالے سے دوبالا
پازیب سے پای زیب زینت
دکھلائین کڑے چھڑے قیامت
گھنگرو زہرہ کا عین زہرا
جھومر آب رخ ثریا
روشن ہے چمک سی بجلیونکی
بجلی ہے پہ گرتی ہے یہ بجلی
تعویذ مین حرز جان خورشید
تک آرسی ہے شان خورشید
خلخال کا خال ہے جوڑ
محشر جو نہ پائے منہ لیے کیون موڑ
صراف کھڑے ہین جب وہ چاندی
نقد دل مشتری پرکھہ لین
زرگر زر قلب کو تپا کر
آنکھون مین چراتے ہین سراسر

جوہری لب جو کہو تا ہی
سب کہتے ہین لال ہو بتا ہی

کہتا ہی کہ ہی یہ لعل ارزان
بیجا نہ ہی حاصل بدخشان

تارونکا ہی دانت موتیونپر
فیروزی سے چرخ کو ہے چکر

سب آئینہ ساز نیک اختر
مغرور ہین صورت سکندر

حسد سے ہوتی ہی پارسائی
لوٹی جاتی ہی خود نمائی

آئینا ہی صاف آئینون سے
ہین پارہٴ دل یہ صوفیونکے

اس شکل سے شکل انکی دیکھی
پہلے جو منہ دکہای دل دیے

تجار ہین حسن مین یگانہ
اسباب ہی نادر زمانہ

ششدر ہون نہ چین والے کیونکر
سوزن رگ دل کو جب ہو نشتر

کی سرمہ نے انکھہ دلکی روشن
حوران جنان کا لت ہنکے جوبن

سستی جا ہے تو بے تامل
حیران ہو مجلس فلک کل

پاسنگ ہو نیلم اسکا کیونکر
دہر لوہون جو پڑتا ہے حسن دلبر

ہین عطر فروش ناز پرور
فتنہ ہی قیامت ادنکا یکسر

دیتا ہی سہاگ بو دلہن کی
رنگت ہی بہار مین چمن کی

تنبولی تمام نیک خو ہین
لے پان چبا سے سرخرو ہین

بزاز ہین کے محاصہ جامہ
سرپر دئیے بیٹھے ہین عمامہ

زربفت کہین کہلی پڑی ہی
اطلس کہین فرش ہو رہی ہی

پھولونکی جو انکے چھینٹ اڑتی
گل کہا کے نہ گلبدن بگڑتی

تن زیب اوتارتا ہی کوئی
ہی مفت پکارتا ہی کوئی

جالی ہی برائے گلرخان جال
ململ کے وہ ہاتھ کرتے ہین لال

چوپڑ کا بنا ہوا ہے بازار
نرودونکی مثال ہین خریدار

دلالونکے چھکے پنچے ہین جو اب
چوپڑ ہے یہ راجہ نل کو مرغوب

ہی چاندنی چوک مہ کا دامن
چمک کی مثال ہی وہ روشن

پہلو مین ہی چاند گنج آباد
رہتے ہین مہروش پریزاد

کیا آئیگا چاند اونکے لگے
خورشید ہی ماند انکے آگے

ہین چوک کے گوشو مین برابر
حلوائی و نان پز سراسر

ہر قسم کا ہی طعام تیار
شیرینی ہر ایک ہی مزیدار

ہر نان ہی نان خور سو دہ خرسند
مصری کا ہی مول کل سمرقند

بقال ہین جتنے سب ہین خوشحال
تسمین بدن نشاط پر دال

ہین میوہ فروش چوک مین سب
سیب انکے ہین مثل سیب غبغب

میٹھے سے ہون دانت انکی کھٹے
جنت کا انار آ جو نکلے

چشم بد دور کردین بادام
پستہ دہنونکی انکھین ہین تمام

بیٹھے ہین اوڑا ہی گلفروشان
سب رنگ و بہار باغ ایمان

وہ گل ہین پڑہے درود جنبر
دیکھے جو بہار ہو کند سد

سمٹے گل مہر دل لگی ہو
جنت کی گلونکی بھی ہنسی ہو

وہ چوک مین حوض ہی خوش اسلوب
کوثر بھی سے جسکے آگے محجوب

کیا چشمہٴ مہر ہو برابر
وہ خشک سراب یہ سراسر

ہر اک کو نکیون ہو چاہ اسکی
ہر دل مین نکیون ہو راہ اسکی

ہے آب حیات اسکا پانی
پھل پاتی ہی اس سے زندگانی

فوارون سے آب صاف اوچھلکر
بنتا ہی نہال سیم یکسر

قطرے جو ٹپکتے ہین پھر اس سے
بنتے ہین وہ موتیونکے گچھے

مصروف ہین لین دین مین سب
دن ہے کبھی پڑی ہوئی کچھ شب

ملیائے نہ دل ہر ایک کا کیون
کثرت سے صدائین آتین جب یون

ہین شیر برنج کے پیالے
ہونٹونسے جو چاہے انکو کھالے

کیا چاٹ سلونی بانمک ہے
مثل دل سوختہ نمک ہے

کیا تار ہین جنہین قرقرے ہین
کیا بہر بہرے اور گرگری ہین

ہین برف و نمش کی قلفیان لو
اک پیسے کی بکتی ہین یہ دو دو

چورن ہے یہ ہاضمہ کا کیا خوب
درکار ہو کہلکے صبر ایوب

لو بیلے چنبیلی کے ہین یہ ہار
البیلو ہوس رکھو نہ ہار

سقونکے کٹورونکی ہے جھنکار
افلاک کے صاف ہوتی ہے پار

بجلی کی ہے روشنی ہر اک جا
پانی کے نلون کا ہے تماشا

پھر کا ہے گلاب کیوڑہ ہر جا
پھر کیون نہ دماغ جان ہو تازا

لوبان اگر سلگ رہا ہے
تو رنگ بدل رہی ہوا ہے

بازار مہک رہا ہے سارا
بیقدر ہے ملک چین و سارا

ہین حوض کے گرد ساقنین کل
ہین عکس کہ زیر آب ہین گل

ہین نشۂ حسن مین وہ سرشار
ہین صورت موج بادہ طرار

قلیان پلا دہ کیا رہی ہین
در پردہ دھوئین اڑا رہی ہین

لڑتی ہین جھگڑ کے اک کی ساتھ
لیجاتین ہین سب ہی ایک دہ ہاتھ

اک نوک نئی ہے بانکپن مین
جستی ہے بھری ہوی بدن مین

بن جاتی ہین نیک شرط بد کر
پھر کرنے مین کہٹے لتے لیکر

کرتی رہتی ہین دھنگا مشتی
پاپوش پر اونکی شورہ پشتی

پوری ہین وہ سب گنون مقرر
کرلیتی ہین گھر دلونکے اندر

رکھتی ہین مدار یہ وہ ایسا
جسپر ہے مدار درد دل کا

تمباکو سے آگے گرد عنبر
پھیکا پڑ جاے مشک اذفر

گڑوا ہو جو کوئی انکا کیا لے
سلفے کیطرح ہو خاک جلکے

اوپر جو نظر اوٹھی تو دیکھا
پھولا ہوا باغ حسن چوطرفا

یعنی کہ برتی رجان خودسر
بیٹھی ہین دریچون مین برابر

مہتاب ہے اونکے منہ کو تکتا
آئینونکو ہو گیا ہے سکتا

کھینچے کوئی خنجر ادا ہے
رکھتی کوی فتنہ زیر پا ہے

ابرو ہے چڑھا ہوا کسیکا
جوبن نہ ڈھلے ہے غم کسیکا

مشغول کوئی سنگہار مین ہے
ڈوبی اپنی بہار مین ہے

آئینہ کسی کے روبرو ہے
خود بینی سے محو گفتگو ہے

زلفونکو کوئی بنا رہی ہے
روٹھے کو کوئی منا رہی ہے

مستی کوئی مل رہی ہے عیار
سوسن سے لڑائی کو ہے تیار

کھاتی کوئی پان سرخرو ہے
لاکہا جمنے کی آرزو ہے

گلرو کوئی مہندی مل رہی ہے
عشاق کا دل مسل رہی ہے

چپ کوئی ہے انتظار مین ہے
عاشق کی کوئی کنار مین ہے

کرتی ہے کوئی کسی سے غمزہ
چمکاتی ہے کوئی تیغ عشوہ

فقرہ ہے گڑھا نیا کسی نے
عاشق کو سے جل دیا کسی نے

دم دیکے کوئی کسیکو ہے شاد
دل لیکے کوئی بنی ہے فولاد

کرتی کوئی آنکھوں سے ہے باتین
چتون مین بھری ہوی ہین گہاتین

لیکر کوئی دل کو ہنس رہی ہے
سونے کی طرح سے کس رہی ہے

علو ٹلے کو بڑہاتی ہے کوئی حور
نسے پر کی اڑانے مین ہی مشہور

جامہ ہے کسی کا زعفرانی
پوشاک کسی کی ارغوانی

زیور ہین لدی ہوئی کوئی ہے
ساغر سی کوئی بہری ہوئی ہے

ہے ساز اگر کسی کا دمساز
تو سوز سے ہے کسیکی آواز

بن ٹہن کے تماشبین صبا
اونچا کئے ہاتہ پہرے وہ شملا

سب پہرتے ہین اینٹہتے بگڑ کر
دوہری ہوئی جاتے ہین اکڑ کر

یہ دیکہتا لطف آخر کار
طے کر چکا جب وہ شہر و بازار

آیا نظر اوسکو پہر تو وہ باغ
فردوس کو دے رہا تہا جو داغ

دل گل کی روش شگفتہ پایا
خندان خندان چمن مین آیا

دیکہا کہ بچہا ہے سنگ مرمر
اس حسن کے ساتہ ہر روش پر

مرمر گئے جو دیکہ یہ سکندر
آئینہ دل سے ہو مکدر

انہار ہین موجزن سراسر
ہین سرو کنارے پر برابر

سائے سے ہی انکے یہ نمایان
آئی ہین نہانے سبز پریان

ہر سرو ہے رشک قامت حور
ہر نخل ہے نخل طور مشہور

شمشاد و نہال اور ہے شاد
ہر رنج و الم سے سرو آزاد

سایہ ہے ہر ایک کا قیامت
طوبیٰ کے لئے ہے عین آفت

کیلا ہی نہ میٹہا ہے اکیلا
شیرینی مین کیا ثمر ہے خرما

انگور کے خوشے پر ہے جوبن
ہے تاک لگے مہ کا خرمن

نارنج کا ہے چمن کسی جا
اترج ہے کہین کہین ہے کولا

وہ تازہ و تر ہے ناشپاتی
تسکین ہے آنکہہ جس سے پاتی

شفتالو و سیب ہین کسی جا
شہتوت کہین کہین شریفا

بے فصل کے بہی ثمر لگے ہین
اشجار سبہی لدے ہوئے ہین

گلنار اگر بہار پر ہے
تو آگ لگی حنا پر ہے

نسرین کہین نسترن کہین ہے
بیلا کہین یاسمن کہین ہے

پہولا گل ارغوان کہین ہے
لالہ کہین زعفران کہین ہے

نرگس بہی کرتی ہے اشارا
ہر ایک ہزار مین ہزارا

بلبل کو ہے برق خندہ گل
ہے آتش گل مین سوز بلبل

سنبل ہے برنگ کاکل حور
دل غیرت دود شعلہ طور

غنچون مین بہرا ہوا تبسم
سوسن کی زبان پہ ترنم

مستی سی نسیم جہومتی ہے
رخسار گلونکے چومتی ہے

بلبل کہے ہین چہچہے فسانہ
ہین کبک کے قہقہے ترانہ

انہونکو طیور کرتے ہین سر
بیٹہے ہوئے شاخون پر برابر

کہتا کوئی یا علی ہے خوش ہو
پڑہتا ہے کوئی نبی جی بہجو

حق سرہ ہے سبق کسیکا
یا ہو کو فقط ہے کوئی [illegible]

قینچی سی زبان وہ چلاتے
پر نسر فلک کے ہین کترتے

پری حسن مین باغبانیان گل
رخسار مین جنکے غیرت گل

القصہ بنے ہین وان ہر اک گہر
حسن ہین مہ چاردہ سے بڑہکر

پہرتی ہین روش روش و اطوار
کرتی ہے نسیم جسطرح دور

بارہ دری سونیکی ہے تیار
سونے سے ہو جسمین بخت بیدار

کیون بارہ برج ہون نہ ششدر
جب باب قبول ہو ہر اک در

دیتا ہے خبر یہ بیل بوٹا
ہے گوہر وصف خلد جہوٹا

بلبل کہین لعل سے بنا ہے
یاقوت کا لال خوشنما ہے

طاؤس ہین پیش و پس زمرد
دُم اور پرون مین ہے زبرجد

پہلی مین لگے ہین جو جواہر
کانٹے کے ہین تول مین برابر

ماہی سے ہے تا بماہ شہرت / کیون خار نکہائے زیب و زینت
اِترے ہین تمام حسن مین فرد / وہ جہاڑ ہین نخل طور ہو گرد

کافور کی شمعین جل رہی ہین / نور سحری ادگل رہی ہین
دیبا و حریر فرش ہی کل / گلدستے کہلاتے ہین ہیا گل

ہر طرح سجی ہے پر ضیا ہی / گھونگھٹ نے دلہن بنا دیا ہی
وہ آگے چبوترہ ہے اُسکے / جسپر ہے فضاے خلد صدقے

وہ فرش ہی چاندنی کا یکسر / ہی چاندنی صاف لوٹے جسپر
مسند وہ بچھی ہی چاندنی پر / ہین جسمین ٹکے ستارے یکسر

تکیہ بھی اسی قماش کا ہی / تکیہ دل پاش پاش کا ہی
اُسپر وہ تنی ہی شبنمی خوب / ہی چادر ماہ جس سے محجوب

روشن ہی چمک سے ڈوریونکی / ہین تار بٹے ہوے شعاعی
گرد اُسکے تکی ہی ایسی جھالر / تارونسے ہین بڑہ کی جسمین گوہر

جو بونکی چمک ہی دال اسپر / کاٹا گیا نخل طور یکسر
مسند کے ادہر اُدہر برابر / باندہے ہین صفین خواصین یکسر

ہی ایک سے اک حسین بڑہ کر / ہی مہر سے حسن سبکا چڑہ کر
ہین پندرہ چودہ سال کی سن / ہین صورت بدر اوج کی دن

ابرو ہین ہر اک سکے شہرہ آفاق / یکتائی مین کیا ہی جفت ہی طاق
ہی کوئی ملیح رشکِ ناہید / ہی کوئی صبیح رشک خورشید

ہی فتنۂ دہر کوئی چالاک / ہی صورت قہر کوئی سفاک
پروردہ ناز سبکی سب ہین / آشوب زمانہ ہین غضب ہین

پوشاک سفید پہنے ہین سب / دامن مین ہین چاندنی کی کوکب
ہی بیچ مین اُنکے مسند آرا / اک غیرت حور ماہ سیما

ہی شعلہ وہ اور سب شرارے / ہی چاند وہ اور سب ستارے
ہی سیر مین چاندنی کی مشغول / خندان ہی کہ چاندنی کا ہی پھول

عالم ہی کتان کا چاندنی پر / ہی چاندنی فرش دھوپ یکسر
جلوہ ہی سے ہے میر فرش یکسر / غیرت وہ آفتاب محشر

سرسبزی کشتِ حسن بڑہ کر / اک چاندنی کا ہی کھیت یکسر

سراپاے معشوقہ

گیسو ہین کہ رات قدر کی ہی / چہرہ ہی کہ شان بدر کی ہی
واللیل ہین وہ یہ سورۂ نور / یا سرو دو دو جلوۂ طور

رخ مہر ہی سنبلہ ہین گیسو / فرق اسمین نہین ذرا سر مو
گیسو و قد و سرو رُخ خوب / رکھتے ہین بہار تازہ مرغوب

سر سرو کا پھل ہی نمے تال / زیر و بالا ہی سنبل و گل
یا برج قمر ہی کہکشان مانگ / چاہے جو حسین وہ نور لے مانگ

کیا جادۂ چین کہون خطا ہی / حسنِ خطِ قسمتِ بلا ہے
چاہین تو بڑہین وہ اس بلا کے / طول شب غم رہین گہٹا کے

وہ رُخ ہی کہ مہر چرخ ہو ماند / آئے جو لگا کے چار بھی چاند
زلفین ہین کہ ناگنین سراسر / ہین چشمۂ مہر مین شناور

پہنچتی ہی کہ دام مرغ جان مین / ہان شعلہ حسن کا دہوان ہین
بل کی نہین کاکلونسے چلتی / تقدیر کا پیچ ہین وہ کل کی

اندہیر ہوا ہے رخسے مل کر / دن رات کا رات دن کا ہی گہر
ابرو ہین بہار باغ خنجر / بالونمین ہی رنگ و بوی جوہر

آیہ ہین جلالی و جمالی
یا جیسے دو مصرعۂ ہلالی

اک قوس قزح کا تذکرہ کیا
قوسین کا مرتبہ ہے ادنےٰ

پیشانی کا خندہ کہہ رہا ہی
یہ موج نہین ہی صاعقا ہی

انکھین جام جہان نما ہین
دو لیل و نہار ایک جا ہین

جادو نے اوڑا دیا ہی عنبر
مردم کو پری بنا کے یکسر

اُس تل سے ہزار گونہ ہی زین
نقطہ نے کیا ہی عین کو غین

ہر نوک مژہ سنان سی ہی برکر
پہر رگ دل ہی نوک نشتر

شوخی نہین آنکھ مین بہری ہی
خس کے پردہ مین اک پری ہے

تل آنکھ کے صاف کہہ رہی ہین
کانٹو مین گہر تلے ہوئی ہین

مثل انکا ہی یہ نہ آئی آواز
پردی کا رہا یہ نغمہ و ساز

ہی اختر نور ہر صبا گوش
خواہش مین سحر کا وا ہی آغوش

بینی مین الف کا سب ہی نقشا
پہر کیون نہ ہزار مین ہو یکتا

ثابت ہی یہ پل خلا نہین ہی
پر نور لبان دور مین ہی

ہین گال جو گل تو ٹہوڑی لب
ہی سیب بہشت صاف غبغب

اک برج ہی منزل دو کوکب
دو لال ہین بولتے ہوئی لب

رکہتی ہے ہوا نسیم اوس کی
بو چاہتے ہین کلیم اوسکی

اثبات دہن مین گفتگو کیا
پہوٹے سر نہان کی بو کیا

ٹہوک آب حیات ہی وہ چشما
مچہلی ہے نہین زبان گویا

اک موج ہی بادہ سخن کی
ہی عین وہ آبرو دہن کی

ہی حسن کی محکم اُن سی بنیاد
سیپارۂ دل مین انکی ہی یاد

ہی [illegible]ن کہ چاہ نخشب
دل جسمین ہو گر کے ماہ نخشب

قربان ہو کیون کمان نہ ہمدم
جب تیغ ہلال کی بہرے دم

دونو ابرو جبین پر ضو
ہین نصف قمر یہ دو مہ نو

مطلب ہی یہی خط جبین کا
جو دیکہہ لے ہو رہے یہین کا

دو مست جہکے ہین دخت رز کے
دو رند ہین جو مثل ساغر

تل آنکھ کا دلپسند ہی خوبیا
ہو دور نظر سپند ہی خوبیا

پر دونکا ہی انکھ کے یہ ایما
ہی مردم چشم تک سے پردا

ہین مردم چشم صین بیمار
حکمت ہی مژہ جو ہی عصا وار

رنگ آنکھونکا ہی شراب کا پہول
یا کانٹو مین آفتاب کا پہول

کان خوبی مین کان ایسے
پہولونکے جنہونے کان [illegible]

امکان مین ہو اگر گلون سے
تو کہول لین وہ بہی کان [illegible]

کیا اختر صبح دیکہکر ضو
لرزان ہی چراغ بخت کی [illegible]

ہی چشمۂ آفتاب کا پل
یا شعلۂ تیز آتش [illegible] گل

یا شمع کے بیچ مین ہی ڈورا
اعجاز سے حسن کے ہی [illegible]

ہی رنگ شگفتگی کا ان مین
یا پہول ہی چاندنی کا ذہین

غنچہ ہے دہان تنگ ایسا
جس تک نہ صبا کا ہاتھ پہونچا

مشتاق ہر اک کلام کا ہے
کیا سر ہی جو سب کے کام کا ہے

دو لب نہین ہین یہ دو مسیحا
ہی نیست دہن عجب ہی اسکا

کیون ماتحتی مرگ وہ نہ ٹہہرے
جو چوسین نہ مردہ دل ہو ان سے

ہین وہ دُر شاہوار دندان
انجم بہی ہین جنکے زیر فرمان

صف باندہی ہوی کہڑی ہین نوری
ہی دل سے عزیز انہین حضوری

دیتا ہی خم فلک یہ آواز
گردن ہی صراحی مے ناز

پاتے ہین مئے شباب اسمین | رہتا ہو یہ آفتاب اسمین
بازو سے تمہ ہین دو تہ بازو | بازون کا خدائی پہ ہو قابو
ہو آج یہ کہہ رہی کلائی | کب بار شعاع سے کل آئی
تار نظر پری شمائل | حوران جنان کی بار گردل
خورشید ہو نے فلک ہتھیلی | پوچھی تو نظر پڑی ہتیلی
خط تقدیر سے ہین قوام | قبضے مین ہو انکے بخت عالم
کا نور سحر کی شمع یکسر | ہر انگلی سے ہو خجل مقرر
ناخن سر ناخن اک ضیا ہے | خور پر مہ نو چڑھا ہوا ہے
غوروں مین نہین ہے کوئی جہای | ہین خمسہ جامی و نظامی
سینہ ہو کہ تختۂ چمن ہے | پستان کہ ابہار کی پہبن ہے
نقش تہبی سکے دو ثمر ہین | گدرا ہی ہین دہر مین ہم ہین
مجوبن لو مانظر نے جب سے | سر نہ گئے نیلے انکے تب سے
گرداب ہو بحر حسن کی ناف | اک لہر اوسکی ہو شکم صاف
سیلی نہین پیٹ کی ہوا ہے | جہر کی شیشہ سحر پہ بانی
آنسے کا بال ہے کمر کیا | صوفی کا خیال ہو کمر کیا
اس گنج نہان کی کیا خبر ہو | نیچے جو عدم کے ستر ہو
ستی ہین قلم اگر کرے غور | جز گشتے مے کہی نہ کچہ اور
کہتی ہو سرین کی یہ یاری | ہین کوہ بہت بفضل باری
وہ ایک یہ جسم ہین دو فلاطون | کیا ہوگا برابر انکے گردون
اس شمع کی یہ بند ہی ہوا ہے | گل ہو یہ ہوا سے دخل لیتے
نقش کف پا ہو نقش عامل | تسخیر قمر مین ہین کامل

وہی سرخی پان نے یہ شہادت | عشاق کے خون کی ہے تہمت
کیا چاند بغل سے ہو برابر | والشمس ہو صاف اسکا زیور
ہو صورت خط جام مے غبغب | رشتہ رگ جان ہو کمتی ہو بعوض
ڈوبی ہوئی ناز مین ہے یکسر | چلتی ہوئی ہے ادا مقرر
رنگین ہو وہ چمن سی ٹکڑا | رشک رگ گل ہین خواصر آر
پہونچا نہین پنجہ جو فلک پر | تو مہر کا منہ اودہر ہو کیونکر
پانچ انگلیان ہو کہکشان | کر دیتی ہین پنجشانہ روز
وہ پنجون کو دیکہ کر ہین یکسر | کیون سب کے حواس خمسہ شدر
کیونکر نہو پور پور میٹھی | ملتی ہے وہ نیشکر سے پوری
متوالے کا ہو یہ قول سیدہا | ہو ساغر آفتاب اولٹا
ہر ایک ہو سخت پر ضیا ہو | ڈہیلا سورج کی آنکہ کا ہے
یا حسن نے معجزہ دکہایا | سوسن کو سرانار بنایا
منظور نظر تہی دید اوسکی | خورشید نے آنکہ چڑہ دی اپنی
بیکار اسی جگہہ نظر ہے | معلوم نہین کمر کدہر ہے
آئی جو نہین نظر تو سمجہا | اک چشم عدم کا ہے یہ ڈورا
گندم نہ صدف نہ در نہ غنچہ | نے راز نہفتہ ہے نہ عقدہ
ہر ران کی شان سے عیان ہے | ملک خوبی مین حکمران ہے
بادکو سی بہرے ہین معجوبے | یا بزم نشاط کے ہین طبلے
چاندی کا ستون ہے ہر اک ساق | ہو دولت حسن شہرہ آفاق
پشت کف پا ہے چہرہ حور | حسن کف پا ہے مہر کا نور
ہو سورۂ نور ساری صورت | کیا خوب ہی پیاری پیاری مورت

بیٹھی ہے مگر ہے عین آفت — اوٹھے تو ہو جانے کیا قیامت
وہ قد ہے پری ہے جسکا سایہ — وہ شان ہے اوج جسکا پایہ

جن پر پڑے سایہ جن وہ مانیں — پریاں اسے جان اپنی جانیں
اوڑھے ہے دوپٹہ اک سادا — زیور پہنے ہے موتیوں کا

محرم ابھی تک نہیں ہے محرم — کرتی ہے مگر گلے کی ہمدم
پاجامہ کی کلیوں کا ہے ایما — ابتک تو کھلا نہیں ہے غنچا

ہے نام خدا او بہار کا سن — چڑھتا ہوا ہے شباب یا دن
کرتی ہے نظر خدنگ الفت — دل میں پہنچا ہو میں کہ صورت

رونے سے بدل ہوا ہنسی کا — ارمان رہا نہ عاشقی کا
دل نے رہنے دیا نہ دل لاگ — لو گھر کے چراغ سے لگی آگ

جلوہ اسے کہتے ہیں مقرر — کوسوں رہے دور ہو نگہ گر

بیدار ہو کر بیقرار ہونا راحت جان کا وزیرزادے کا سمجھانا آخر واسطے پتہ لگانے کے آمادہ سفر ہونا

ساقی مئے آتشیں کا دے جام — چھالوں سے پڑے زبانکو کام
گرمی وہ ہو آفتاب ہو سرد — ہو رنگ شراب لالہ گون زرد

دریا کی طرح تپش نہیں ہو — آنسو بہتے ہوں تب چڑھی ہو
اتنا ہو ہجوم نالہ و آہ — توبہ کہے نہ آنے کو ملے راہ

کہتے ہیں وہ ماہتاب دوران — سرمایۂ عیش راحت جان
اک پھول تھا نادر زمانہ — تھا طالب رنگ عاشقانہ

گہوارہ ناز کا تھا پالا — غم سے نہ کبھی پڑا تھا پالا
واقف نہ تھا ہیں وبال یہ بال — دانا کے لیے یہ زلف ہے جال

قسمت کا ہے پیچ ہے نہ کاکل — چہرہ نہیں ہے یہ آتشیں گل
پیشانی نہیں ہے برق خندان — ابرو نہیں ہے یہ تیغ بران

یہ آنکھ نہیں ہے عین آفت — قامت نہیں بلکہ ہے قیامت
آخر کو کوئیں جسکا ہیگی چاہ — گم ہوگی حواس کیطرح راہ

افتاد پڑے گی بیطرح سر — گردن کیطرح رہیگا چکر
سینہ ہوگا برنگ گل چاک — سر بھی گھومے گا جسطرح چاک

چونکا تو کسیکو بھی نہ پایا — نقشہ ہوا وہ کمر کا سایا
وہ لطف ملال بنگیا صاف — وہ خواب خیال بنگیا صاف

آئینۂ دل ہوا شکستہ — پہل عشق کا پایا ہوگی خستہ
دل میں خط و خال کی جگہ تھی — آئینے کے بال میں گرہ تھی

شعلے کیطرح ہوا وہ بسمل — رویا یا تونسے تھام کر دل
درد اوٹھا جگر میں دل تھا کر — سمجھا نہیں ہے آئینہ گر میں جوہر

ملنے نے دکھائی صورت طور — سوتی ہوئی جاگ اٹھی الفت
گیسو کیطرح ہوئی پریشان — دل کھا گئے مثال مار پیچان

کہنے لگے سب یہ دیکھکر حال — صوفی نہیں آگیا ہے کیوں حال
بجلی نہیں بیقرار ہے کیوں — بادل نہیں اشکبار ہے کیوں

ڈوبا نہیں کیوں اچھل رہا ہے — نادان نہیں کیوں مچل رہا ہے
دریا نہیں پھر یہ شور کیسا — گنجینہ جسم نہ تھا تو چور کیسا

حیران ہے عقل کیا ہوا یہ — ہو خیر کہ شر ہے بخت کا یہ
جنکو ہوا اشک ہے سایہ جسکا — دم کرنے لگے وہ جنکا سودا

پڑھنے لگا کوئی سورۂ قاف
اخلاص سے جہل ہو نکر صاف

پانی نادعلی کو دھو کر
چھڑکا ہے آبرو نہ یکسر

کرسی کا پڑھا اگرچہ آیا
لیکن نہ جنون کمی پر آیا

سایہ ہو تو رفتہ رفتہ ڈھل جائے
بل ہو کسی پیچ سے نکل جائے

ہو وا ہوا اگر دوا گھٹا دے
بگڑا ہو تو سوچ کر بنا لے

خالی ہو تو فکر کرکے بھر دین
مردہ ہو مسیح زندہ کر دین

پر چارۂ عشق ہے نہ ممکن
یہ رات تو رکھتی ہی نہین دن

القصہ گئی خبر یہ باہر
تو آیا وزیرزادہ سنکر

تھا وہ سر مین جان نثار مشہور
تھا خیر غلسیا وہ ابن دستور

بچپن سے انیس تھا وہ اسکا
ہر وقت جلیس تھا وہ اسکا

وہ ماہ اگر تو یہ ستارہ
وہ شعلہ اگر تو یہ شرارہ

ہر اک کو ہٹا کے غمکی یون
کچھ کہیئے تو حال غیر ہے کیون

منہ فق ہے ہوائی چھٹ رہی ہے
کیون دولت صبر لٹ رہی ہے

سیماب ہے یا حضور مضطر
مجمر ہے کہ داغ ہے جگر پر

تاریک نظر مین سب جہان ہے
بے آگ گھٹا ہوا دھوان ہے

خلوت مین رفیق کو جو پایا
وہ خواب کہو خیال آیا

بولا ابھی چاند رو برو تھا
داغ اس سے جدا تھا اکسو تھا

آتش ابھی شعلہ زن تھی یکسر
بہنا تھا کباب فاصلے پر

بولا یہ کیا کہا کہ قدرت
افسوس کیا تو بولا قسمت

سمجھا کہ سلجھنا اب ہے مشکل
الجھا ہے کسی کی زلف مین دل

سودا مین کوئی نظر پڑا ہے
یہ بندۂ بت ہوا خدا ہے

کیا علم وہ متصل ہے یا دور
انسان ہے یا پری ہے یا حور

بولا غم کہہ کے اسکے اوپر
ہے خواب خیال بندہ پرور

ہستی خیال کچھ ہے جو جانون
تو نیست نہین مگر یہ مانون

کیا نقش خیال کی ہے بنیاد
یہ حرف نہین ہے قابل صاد

تشنہ نام سراب کیا لے
پر ہون نہ حباب کے پیالے

تصویر بھی کھینچ لے تصور
پیدا ہو کہان سے پر تنفر

تصویر کا پھول کچھ نہ دے کام
ہے جان کے جسم یا ہے کیا نام

ہو راہ خیال کس طرح طے
یہ کرس تو آستین کا ہے

بالفرض جو اصل بھی ہے تو کیا
مانا کہ ہے شمع رکھین تو کیا

پروانہ صفت کوئی جلے کیون
صرصر نہین آگ پر چلے کیون

کیون مفت مین اپنی جان کھوئے
کیون چاہ مین آبرو ڈبوئے

فرہاد کو میٹھا جانے کیا تھا
جان شیرین جو کھو کے بیٹھا

دیوانہ اگر نہ قیس ہوتا
تو نقد حیات کو نہ کھوتا

شیرین نہ ملی نہ پائی لیلے
افیون کیا پکا کے سودا

تسلیم ہے یہ جو مل بھی جائے
تو سرو مین قد کے پھل نہ آئے

ان بھولون مین بو نہین وفا کی
ان آنکھون کی خو نہین حیا کی

کھٹا ہین کھلاتے بنکے میٹھے
اللہ بچائے ان بتون سے

بگڑا مانند زلف سنکر
بولا کہ تجھے بلا کا ہو ڈر

گیسو مین اگر بلا بلا سے
مل جائین یہ ہے دعا خدا سے

ابرو جسے تیغ ہوا اسے ہو
ہے عید ہلال عید مجکو

قد دار ہے کیا کرون یہ باور
ہو جاؤن نہال مین تو بارور

پیشانی مین تھا جو پیش آیا — پڑنا تھا پڑا پری کا سایا
غم یہ ہے کہ بس نہین جسے نکالون — سوزش نہین شمع جو بجھا لون

فرقت نہین بات جسکو ٹالون — قسمت نہین مال جسکو باٹون
سمجھا یہ خیال دُہن ہی بیٹھو — چھیڑونگا تو آگ لائیگا اور

مین کیا ہون جو میری بات مانے — گوہر نہ کوئی خذف کو جانے
خواہش نہین نیند جو اُچٹ جائے — کچھ یہ عمر نہین ہوس جو کٹ جائے

کچھ جسم نہین طلب جو چھوٹے — امید نہین ہی دل جو ٹوٹے
نیت نہین رنگ جو بدل جائے — آفت نہین آسرا جو ٹل جائے

یون بند ہو پھر طبع مہینر — جیسے آتش ہوا سی ہو تیز
طور اسکے نہ اور کچھ بگڑ جائین — لینے دینے کہین نہ پڑ جائین

بیمار کو سُم نہ یہ دوا ہو — بڑھکے سودا نہ یہ بلا ہو
رہجائے نہ بے نگین کی خاتم — آنکھون نہین نہو سیاہ عالم

درج شاہی نہ بنے گھر ہو — ماتم کدہ عیش کا نہ گھر ہو
پایا اُسے غنچہ سان جو دلتنگ — تو شکل ہوا بدل گیا رنگ

بولا مسیح سے حضور سچ ہی — کہتا ہی یہ دل ضرور سچ ہی
صد بارہ نہوتی جو کوئی یون — یوسف نمط آتی خواب ہر کیون

اب عزم سفر ہوا مجھے فرض — رکھئیے گا سکون ہی پھر غرض
ڈھونڈونگا یہ لگاؤنگا مین — تارا ہی تو توڑ لاؤنگا مین

عزہ ہی تو بڑھے گی ضو مین — گل ہی تو اوڑے گی بو کہین
ضو ہی تو چمک اوڑیگی اک دن — بو ہے تو مہک اوڑیگی اک دن

ہی شمع تو لو ضرور ہوگی — مشہور وہ دور دور ہوگی
اوس لو کی تپش سے بزم عالم — اوڑیگی غبار بنکے باہم

مایوس نہو خدا سے انسان — کرتا ہی وہ ہر مہم کو آسان
رحمت ہی وسیع اُسکی ہر دم — پوشیدہ خوشی ہی بعد ہر غم

ہر رات کے بعد روز دیکھا — پیش و پس ساز و سوز دیکھا
غنچہ ہی وہ کو آج نہ کھلا ہی — وہ کون ہی رنگ جو نہ مل جائے

زیبا نہین شاہ صاحب داد — ہو قید ہی غم غلام آزاد
ان باتون سے کچھ سکون پاکر — لایا یہ زبان پر وہ مضطر

اچھا جو ہوا اسمین خوش تو مانا — شب ہی ابھی صبح ہوتی جانا
پر جلد پلیٹنا بات کیطرح — کاٹین گے یہ دن بھی رات کیطرح

صبح ہوتے ہی جان نثار کا سحر انکلنا بسبب شدت گرمی کے ایک حوض مین کود کر تنگی بنکر پنجہ ساحرہ مین پھنسکر ریچھ ہو کر اُسکے پھندے سے نکلنا

پرواز کی زاغ شب نے آخر — دی مرغ سحر نے بانگ تنکر
تارون نے لیا نقاب رُخ پر — کافور ہوئی قمر کی چادر

رہوار یہ جان نثار چڑھ کر — دو وہ ہے ہتیار سج کی کیس
نکلے ہی گھر وطن سے نکلا — مانند سخن دہن سے نکلا

یا صورت بو چمن سے نکلا — یا مشک ختن ختن سے نکلا
آہو کیطرح ہوا روانا — ہر دشت غبار بنکے چھانا

گلشن میں ہوا کی شکل جاکر / ہر خوشے کو تاکتا سراسر
ہر گل میں برنگ بو سمانا / کانٹوں پہ صبا کی شکل جانا
لیکن نہ سراغ ہاتھ آیا / ہیہات کہیں پتا نہ پایا
سیج سے جیب تک نہ وقت آئی / غنچہ نہ چمن میں کچھ کھلائے
بے فصل نہ آئے پھل شجر میں / ہر دم تھی تو بخشگی ثمر میں
لے حکم نہ آئی شاخ میں گل / بیوقت شگفتہ ہو نہ بلبل
وہ چاہے ذرا ہو ذرہ خورشید / وہ چاہے تو ہو ملی باغ امید
چکر رہا رات دن اسے جیب / راہی عدم ہوا وہ مرکب
سر پھر تو پڑی پیادہ پائی / تھی جو نہ اٹھانی کی اٹھائی
خورشید کی چال لے اور اڑا / تھا اپنی ہوا میں باد پادہ
تھا پتوں سے کچھ پتا دو / ہمراہ چلو مرے بتا دو
یوں چپ ہو پڑا اسرا کہ کانٹا / رکھتا ہی نہیں زبان گویا
ہو جسکا نشان کچھ نہ معلوم / عنقا کی مثال ہو وہ مفہوم
کیا اوسکی تلاش جستجو کیا / ملنے جانے نماز کے وضو کیا
زندہ رہے اسمیں یا ہو مردہ / جاتا تھا گئے خدا کو سجدہ (?)
پہنچا اوس بن میں چلتے چلتے / ٹھنڈا تھا سقر بھی جسکے آگے
گرمی کی ہوا بند بھی ہوئی تھی / تلووں سے زمین لگی تھی
وہ دھوپ تھی اور تھی وہ گرمی / مالک نے بھی جو کبھی نہ دیکھی
کافور ہوئی تھی سرد مہری / ہمت کرنے ہم تھے گرم جوشی
لے زیر زمین کا آب یکسر / تھی گاو زمین کباب یکسر
پھیلی کی زبان پیچھے کانٹے / کانٹوں کی زبان پر تھے چھالے
پر چلنے سے کبک کی دہان کے / ٹھہرا تھا نام سے سمندر
پتھر [illegible] ڈر کے مارے / سمٹی دور رخ ہٹی کنارے
تھی وسعت دشت یا قیامت / تھی آگ برستی یا تھی حدت
ہر [illegible] تھی اگر / ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گردوں جو اوس سے بچ کے نکلا / اک آبلہ بلبلا سراپا
[illegible] کانپتے تھے / منہ کھولے چرند ہانپتے تھے
تھا گرم دھوان ہر اک بگولا / تو آگ کا جنگلی تھی لو کا
[illegible] کیا کہوں تھا ہی / بھنتی تھی دہان تو ریگ ماہی
تھا قطرہ آب در نایاب / ہر نخل چنار سایہ سیماب
[illegible] تا آگ پر کیا / سایہ کو ملے پری کی پر کیا
جز آنکھ کہیں بھی تھا نہ پانی / پتلی سایہ کی تھی نشانی
[illegible] بہت دور / آیا جو نظر تو ابن دستور
جانے میں نہ ہو لگ سمایا / پھل خار سوا اگر نہ پایا
[illegible] جیسے کی تہنا / دیکھا وہ حوض آہنہ سا
جو صورت دل بھرا ہوا تھا / آب اوسکا سراب سو سوا تھا
چشم اعمی کیطرح وا تھا / یا دیدہ سامری کھلا تھا
لہرائی نہانے اوسمیں کوا / نکلا جو لگا کے ایک غوطا
[illegible] پانی شکل سیاہی / رنگت ہوئی سو زلف ناری
تقدیر کا اسکی ہو گیا پھیر / آئینہ کو زنگ نے لیا گھیر
[illegible] شکست کھا گیا / کافور نظر پڑا اسکندر
آنکھیں ہوئیں نزد ناک بیٹھی / غمناک ہوا مٹی جو خوبی

بوسہ لیا ہو خون فرق کا | ل کہا گیا موہر اک بدن کا
طرفہ اندھیر یہ جو دیکھا | آنکھوں مین ہوا جہان تیرا

پر مرضی حق سے ہو کی مجبور | کچھ آگے بڑھا جو ابن دستور
دیکھا کہ ہے سد راہ اک در | اوسمین ہین زنگ بہ نکے چہرہ

وہ سر تو لٹکنے مین برابر | پر ساتوین اک رسن بندھی
پھر تو ہوے گم حواس یکسر | مرنے کا کیا قیاس یکسر

لائی ہے یہان قضا یہ جانا | یون ہی لکہا تھا موت آنا
ڈھونڈھی تو نہ پائی راہ دیگر | ملنے کی رہ پلصراط آخر

تھا سامنے دشت پرخطر ایک | تھا قصر شکستہ پیش در ایک
اوسمین بیٹھی تھی زشت روزن | داماں بلا تھا جسکا جوبن

عریانی تن بنی تھی جوڑا | بالون مین تھا رسیا لنگوٹا
زیور کی جگہہ گلے کے تھی تاک | عالم مین بدی کی تھی جو اطلاس

مردم کو ڈرا رہی تھین آنکھین | آشوب دکھا رہی تھین آنکھین
دود دل سوختہ تھا ہر مو | کچھ نار سقر سے تیز تھی خو

بھون تیغ قضا تھی منہ تھا کالا | دوزخ کا تھا گرم اک نوالا
نتھنے رہ خوفناک تھے صاف | دم ناک مین سبکا ناک ہی صاف

تھا بھاڑ سا منہ دانت اخگر | داماں شرر زبان یکسر
پیلے پیلے تھے دانت ایسے | گلخن مین چنے پڑے ہون جیسے

پستان تھین کہ شہد کی تھی چھتی | لٹکی تھین کہ جو بیچ تھی بڑی
تھے خال سیہ جیسے ناونپر | بیٹھی ہوئی مکھیان تھین یکسر

جسطرح درم ہون تھی بہولی | سن کا بھی حساب خود ہی بھولی
روتی ہوئی شکل تھی گھٹا سی | سرتا بقدم تھی اک بلا سی

سلگاتی تھی لکڑیون کا انبار | پر کہاتی تھی گوشت خام مردار
کچھ آگ دکھا کے کچا پکا | کرتی تھی وہ زہر مار مچیا

پیتی تھی سبوچہ کو اٹھا کر | لے لیکے مزہ شراب احمر
دیکھا تو خطر کا بنگیا گھر | وہ ہنس پڑی قہقہا لگا کر

پھر کہنے لگی کہ آو جانی | مجھپر ہوی فرض مہمانی
ہون دیوانی مین اگرچہ مشہور | پر انس ہون کرسکو نکی یہ دور

یہ کھیلے دھرے کباب آگے | کی پیش مے دو سالہ لا کی
بھوکا تھا وہ سیر ہو کی کھائے | اس مے مین ڈبو ڈبو کی کھائے

فارغ ہوا کھا کے جب وہ دانا | سمجھی یہ ہے رام مینے پہچانا
آغوش مین آکے تان کر بیٹھی | خود ہی وہ بے کہے کی لیٹی

ہو کے ششدر وہ برزادا | کہہ کے لاحول جھٹکے بیٹھا
یہ دیکھ کے پھر تو وہ دیوانہ | کہنے لگی تازہ روغن قاز

بولی اہے کیا یہ ماجرا ہے | کیون مجھسی پری سی بھاگتا ہی
پیدا کہین مجھہ سی نازنین ہے | اک خادمہ میری حور عین ہے

مین باغ جمال کی کلی ہون | مین میوۂ نخل دلبری ہون
عالم مین جو گل کہو تو مین ہون | پر کیفیت جو مل کہو تو مین ہون

ہے میرے سے ہی دم حسن کی قدر | نقش کف پا سے ہو خجل بدر
غیرت وہ ماہتاب ہو نہین | رشک گل آفتاب ہون مین

میدان طلسم یہ مقرر | بندی ہی کی قبضے مین ہے یکسر
سب مانتے ہوئے ہین عجب میرا | نادان ہے سیہ پہرا ہی تیرا

[illegible]

سُن ہو گیا سنتے ہی یہ گفتار
جانا کہ بے ہے گرفتار

مشکل ہے یہان سے گو نکلنا
بدراہ مگر نہین ہے چلنا

یہ سوچ کے ہو رہا جو خاموش
جی مار کے رہ گئی وہ پرجوش

لٹکی تو بڑہ کے مثل دامن
ٹھنڈا ہوا گرم ہو کے گلخن

چلکے ہنرم وہین اُٹھا کر
چھوڑی جو گلے کو اُسکے نکسیر

فوراً ہی مفارقت کی تن سے
اُس نے سر و بینوا کی سر نے

اوچھلا تو رسن مین ڈر کی جا کر
لٹکا اوسکا بھی سر سراسر

کیا سحر نیا ستم کیا کچھ
پڑکے وہٹر پر جو دم کیا کچھ

سر دم کی انگلاؤ سے چھپا وہ
تل جنکے عدم کی چشم کا وہ

پھر تاک کے اوسنے اور سر پر
ماری اک کنکری جو بڑھ کر

چسپان ہوا اودہر سے پر گیا دم
کھینچا طرف اپنی پھر اوسیدم

زنگی محبہ سے کچھ نہ کم تھا
کیا مست دوات مین قلم تھا

پھر دوسری رات وہ نیا سحر
شادان ہوئی جسم سے لگا کر

اُٹھ کے بیٹھا تو وصل جانا
سمٹا تو وہ کھل کے بولی اچھا

اب سخت سزا تجھے مین دونگی
آگے ترے غیر سے ملونگی

کچھ قدر نخبانی تو نے جانی
اک بات ذرا سی بھی نہ مانی

یہ تیرا جگر تو دل دکھائے
خس ہو کے تو آگ کو جلائے

تو زلف کی طرح مجھ سے بگڑی
شامت تری آئی ہو تو جھگڑی

خورشید سے آنکھہ تو ملائے
جوتی پاؤن کی سر کو آئے

بدلے گرگٹ کیطرح گو رنگ
بولا جو نہ وہ تو ہو کے دلتنگ

ہونٹون کو ہلا کے کچھہ کیا دم
اک ریچھ بنا دیا وہ آدم

رسی سے پھر اُسکو پاس باندھا
زنگی اک ایک کرکے زندا

آگے اُسکے زنا کرایا
خوب اپنے گمان مین جلایا

جو چار پہر تھے تن ادھر
تو تین رہے سوار شب بھر

جب صبح دم ہوئی نمودار
غافل ہوئی مر کے پیکے اکبار

یہ وقت غنیمت اُسنے جانا
پنجون سے گلے کا کھولا پھندا

چھٹنے ہی کی دیر تھی کہ بھاگا
منہ پھیر کے پھر نہ دیکھا اگلا

پہنچنا ریچھ کا پاس سردار تاجرون کے
پھر لیسپر دیوی کا طلب کرنا ریچھ کو سردار سے آخر شب جانا ریچھ کا ایک نہر مین کود کر غائب ہو جانا

عالم مین رہے شراب ساقی
ڈوبے نہ یہ آفتاب ساقی

اب پڑتے ہین زندگی کے لالے
یون چھوٹتے ہین زبان کے چھالے

اُس دشت مین ریچھ جا کے پہونچا
فرحت مین جو رشک تھا چمن کا

انسان تھے جا بجا سرامان
تھا آب وہان کا آب حیوان

اک نہر بھی تھی محیط اسرار
استادہ تھے خیمہ ہای زرکار

اُترے ہوئے خیمون مین تھے تجار
سب حسن کی جنس سے گرانبار

تھے اہل دول جو وہ سراسر
ہر ایک کی سیکڑون تھے چاکر

اُس قافلے کا تھا ایک سردار
ذی جوہر و ذی وقار و ہشیار

تھی بارگہ اُسکی سب سے اعلی
تھا جس سے خجل فلک کا خیما

رستہ لیا ریچھ نے اُدھر کا
پھر کے سپاہیون نے دیکھا

خالی کئے پہلے تو کئی فیر
وہ شر نہ مٹا تو کہہ کے سب خبر

انسان ہون نہین مجھے نہ مارو
آقا کو تم اپنے یہ خبر دو

بھرنے لگے گولیان برابر
تو اُس نے کہا یہ غل مچا کر

انسان ہو پر یہ ہی تاسف
کرتا ہی کلام بے تکلف

سنکر ہوئی گفتگو وہ ششدر
سردار کو دی خبر یہ جا کر

اُسکو نہوا الیقین اُسکا
لاؤ تو یہان یہ ہنس کے بولا

بولا اُسنکر کہو تو کیا ہے
بولے وہ کہ یہ بھی بولتا ہے

دوڑی ہو تو آئے آخر کار
لیکر گئے اُسکو پیش سردار

وہ تاج ادب دیے تہا سر پر
اداب ادا کیا جو جھک کر

بولا اک عبد پر خطا ہون
کچھ حرف شناس ہون پڑھا ہون

تو پاکے اُسے لئیق پوچھا
جاہل ہو کہ علم سے ہی بہرا

پر فضل خدا سے ہی یہ دعوی
صرفی کو نہ بولنے دون اصلا

ہر قول ہوا اُسکا لاکی صورت
ہو حذف مثال حرف علت

ضرب کیطرح بنے وہ معمول
ہو اُسکی بنای قول مجہول

نحوی ہیش آکے کیا بنائے
ہان زیر و زبر ہو منہ کی کہائے

ہو ناطقہ بند منطقی کا
جز غم نہو بحث کا نتیجا

حکمت کی ہی نقش دلمین صورت
قسمت سی ہو پاس ضرب و قسمت

طب مین ہی یہ حوصلہ مقرر
عیسے کی بہی دیکہون بنظر بر

ہیئت کا کہنچا ہو آگے نقشا
تپلی ہو نظر کا ہر ستارا

نثّاری جب نہین ہوا ہی
شاعر کا بہی تنگ قافیہ ہی

قران و حدیث و فقہ ہی یاد
منشی فلک کا خط یہ ہی صاد

تدبیر مگر نہ راست آئی
تیرہ بختی یہ رنگ لائی

وہ کون ہنر ہے جو نہ آیا
وہ کون ہی علم جو نہ پایا

سچ ہی کہ جو بخت ہو نہ یاور
ہو لعل نظر مین سبکی پتھر

رکھتے ہین عزیز لوگ اکثر
کچھ بدر سے ماہ نو کو بڑہکر

حیوان بنا دیا بشر سے
سنگ ہو سے ہوا گہر سے

پائی بہی نہ علم و فضل سے پای
آیا ہو الماسہ سی نکلا پای

تشبیہ کو نسو جسے تو ہین مجبور
روشن ہے کہ مہر ہی نہ ذی نور

تقریر جو یہ سنی تو سردار
بولا کہ ترا ہی سب یہ گہر بار

پایا ہی عجب یہانکا برتاو
کہاری کا شکر کا ایک ہی بہاو

جب قدر سخن اُٹھے جہان سے
کہئے کیا کام لین زبان سے

یوسف سے سوا عزیز ہی تو
جو دل مین رہی وہ چیز ہی تو

تو قابل بخشش و عطا ہی
عالم مین تو در بے بہا ہی

کر یا بس مری پسند رہنا
تکلیف جو گذری مجھے کہنا

نا فہم ہین جو کرین نہ توقیر
ہی سلک گہر تری تو تقریر

جاہل ہین وہ جو تجھے نہ مانین
کم رتبہ ہین قدر جو نہ جانین

بولا مرا جان نثار ہی نام
آقا کی خوشی سے ہی مجھے کام

مہمان ہو جا ہیئے مدارات
ناخوش جو گیا تو کیا ہی بات

جو کور ہو نسکو اُس سے کیا ہو
گوہر کی ہی قدر جوہری کو

پہر ربط ہوا یہ اُس سے پیدا
دم بہی جدا وہ کر نہ سکتا

اس فقرہ نے اور بہی جمایا
اوسکی الفت کا دل مین نقشا

ہر امر مین رائے اُس سے لیتا
ہر کام مین دخل اُسکو دیتا

اک روز سوار ایک آیا
فرمان وہان کے شہ کا لایا

سرکار کی والدہ شریفہ
تھین ملتفت اُس سے بہ لطیفہ

آیا ہی دغا کی راہ سے بھاگ
بھڑکائی غضب کی آپ ہی آگ

اک شہر ہی بیچین ہی حائل
کیا چادر آب ہو گی فاصل

چارہ نہین بے دمی ہوی ریچھ
انجام ہو قتل پایئے ریچھ

حاکم سے ہی لڑنے کا نہ یارا
تقدیر سے کچھ نہین ہے چارا

ٹھانی ہی یہ مین بھی جان دونگا
کچھ بس نہ چلا تو کیا کرونگا

غمگین سر قافلہ کو پاکر
روتے ہوے سب چلے برابر

اک لشکر پاس ساتھ مین تھا
ہر ایک بلک کے ہاتھ مین تھا

وہ شور تھا جسکے آگے برپا
ہنگامۂ حشر بھی تماشا

مالک جو ہے اُنکا ہے فسونگر
وہ دیوتی ہے اُسکی مادر

مرضی ہو اگر یون ہی خدا کی
تو کیجئے فکر کیا قضا کی

یا شیر خدا جگر عطا کر
اس پنجۂ گرگ سے رہا کر

سمجھانے لگا وہ یون ہر اک کو
کیون روتے ہو جان کھوتے کیون ہو

ہون رند کہ پارسا و ہشیار
ہین جام مئے اجل سے سرشار

اس باغ کا رنگ ہی جدا ہے
جو گل ہے یہان اُنکا بیوفا ہے

یہ باندھے ہوے ہوا قبا ہے
جو بوے ثبات تک ہوا ہے

دارا کی کہو کہان ہے صورت
ہے حال سکندر ایک حسرت

حاتم کی بساط طی ہوی کل
قارون کا تہ زمین ہوا گل

ہی تیر قضا کا صید عالم
بہرام بھی گور مین ہے بیدم

یوسف کا زمانہ گرم بازار
یعقوب رہی نہ چشم خونبار

لکھا تھا کہ بولتا ہوا ریچھ
ظاہر ہے کہ ہی پلا ہوا ریچھ

دراصل غلام تھا وہ اون کا
مجبور تھا رام تھا وہ اونکا

سمجھا نہ اگر تو قافلے کا
جانو کہ پتہ نہین ملیگا

سردار نے پڑھ کے کی کمیٹی
آخر یہی رای سبکی ٹھہری

پھر گود مین ریچھ کو بٹھا کر
کہنے لگا وہ بدیدۂ تر

فرمان دکھا کے ہنس کے بولا
دیکھو یہ نوشتہ ہی قضا کا

یہ کہہ کے وہ فیل پر بٹھا کر
راہی ہوا پیٹتا ہوا سر

تھا فیل سیاہ غم مجسم
یا ٹوٹ پڑا تھا کوہ ماتم

آہون کے علم تھے لگے بڑھ کر
نالون کے پھریرے تھے ہوا پر

اسوقت وزیر زادہ سمجھا
آ پہنچی یہان بھی لو وہ قحبا

اب زیست کا کیا بھلا بھروسا
مہمان یہ دم ہے کوی دم کا

آخر ہوا ڈرتے ریچھ بیدم
تو پڑھنے لگا یہ شعر ضیغم

لیتے ہی علی کا نام جرأت
شیرانہ بڑھی تو کر کے ہمت

قرآن مین پاتے ہین یہ آیا
جائیگا جو دہر مین ہے آیا

ہر چیز یہان کی ہے فانی
ہر ذکر یہان کا ہے کہانی

نیرنگ عجیب ہے یہان کا
ہے رنگ بہار مین خزان کا

ہے آمد و شد کا نام بدنام
آغاز کا نیستی ہے انجام

جمشید وہ جام پیکے سویا
جسنے اُسے میکدہ سی کھویا

کسریٰ کا محل تن کہان ہے
ضحاک کہو کدھر نہان ہے

سہراب کو زال دہر کھو کے
رستم سے بھی بیٹھی ہاتھ دھو کے

آدم نہ رہے ہوی تسلی
اوپر یہی ہوتی آئی یون ہی

کیا ہو مری بود اور نابود — وہ نکلے تھے جو صین مقصود
مین موسہ صد ہزار غم ہون — مین فوج الم کا اک علم ہون

نالان ہو نین چرخ کی ستم سے — ہون پشت خمیدہ بار غم سے
حاضر ہون جو خون ہی بہانا — بیجا ہے قتل ہی بہانا

ہو ایک ادہر خدا ادہر کل — کافی وہی ایک ہے توسل
جو آج کریگا پائیگا کل — یہ یاد رہے نہ پائیگا کل

کی دن کے لئے غرور و نخوت — کی شب کے لئے یہ عیش و عشرت
کیا عمر دو روزہ پر بہروسا — دو دن کی جفا سے فائدہ کیا

دشمن جو قوی ہے تو ہی کیا غم — اللہ کا فضل بہی نہین کم
ہونے نہ زبان پائی تہی بند — آئین ستم شکستہ یان چند

سب ہونے لگے سوار اونپر — وہ ریچہہ بہی تا تی سو اثر کر
پنہان ہوا زبس حیا در آب — ڈوبا تو بنا وہ در نایاب

ڈہونڈا ہی مگر کہین نہ پایا — گو آب نے شور و غل مچایا
سردار کا دم رکہا خدا نے — واپس آیا وہ پہر دہانے سے

نیت کا پہل اسکے ہاتہ آیا — سر سبز نہال عمر پایا

ریچہہ کا اصلی صورت پاکر نہر سے نکلکر ایک ایسے شہر مین پہنچنا جہانکے باشندے پتہر کے تھے وہانکے بادشاہ کی بیٹی جان جہان کا فریفتہ ہوکر جادو اثر سے نصف پتہر کا ہوجانا

تو کشتی مے کا ناخدا ہے — ساقی تو ہی خضر رہنما ہے

ہو چاہ تو آبرو نما ہے — سر ہو وہ مہم جو سر ہرا ہے
وہ ریچہہ ہوا تہا جو شناور — تہاک کر ہوا نہر سے جو باہر

تو آب مین پہلا جلوہ پایا — پہر راست بشر کا جامہ آیا
گوہر کو پہر آب آنے دی — یا مہر کو تاب آب نے دی

حیوان سے پہر بنا وہ آدم — آیا نئے سر سے آئین پہر ہم
پائی نعمت قدم بڑہا کر — سجدے کے لئے جہکا دیا سر

کچہہ چلکے نظر پڑی وہ بستی — جس جا تہی متاع حسن سستی
باشندے صنم تہے سراسر — مرتا جن پر تہا سنگ مرمر

جادو سے بدن تہے سخت سب کے — پائی تہی چمک فزون گہر سے
بیٹہا کوئی یا کہڑا کوئی تہا — تہا سنگ سفید کا تراشا

زندہ مردہ اُنہیں کہون کیا — بت تہا ہر اک خدا کا بندا
بازار مین جملہ شی تہی موجود — جنبش حرکت مگر تہی مفقود

حیرت زدہ دیکہتا تماشا — نیچے جو محل شہ کے پہونچا
غرفے سے نظر پڑی پری اک — سر سے پا تک تہی بت گو نیک

پہر کی بنی ہوئی نہین تہی — مہ پارہ حسینہ نازنین تہی
بخشی تہی خدا نے ایسی صورت — تہی آئنہ کو بہی جس سے حیرت

کرتے ہی نظر وزیر زادہ — پہر آگے نہ بڑہ سکا زیادہ
سنتے ہی ہوا کہڑا رہا پہر — تو نے موہ مرغ جان رہا پر

دیکہا جو کہڑا جوان رعنا — تو اُسنے بہی سر اُٹہا کے پوچہا
آئے ہو کہان سے نام کیا ہے — کیون نیچے کہڑے ہو کام کیا ہے

سنکے لگا جائیگی نہ آواز
لو آؤ کہو کہ کون ہو تم
اِس تیغ اونے لے لیا دم
شرما کے وہ بولی بہر کے اک آہ
ہین جان جہان وہ جانِ عالم
مجبور ہوئے طبیب سارے
اُسوقت مین جان لوس ساحر
دم اسم مریض پر کرون دم
اُسوقت دیا یہ حکم شہ نے
ارشاد سنا جو شہ کا ایسا
لے جان جہان کو مُنہ تراکے
تو رہ گیا سحر کے اثر سے
نیرنگ طلسم کا دکہایا
اُسوقت بنا نہ مجہسے کچہہ اور
بکنے لگی واہیات منہ سے
پہلو سے مرے سرک کے بیٹہا
سکین کس لینگے بنجطا بال
جادو ان پر اثر کرے کیا
دی جائیگی منہ کی بیرخی داغ
سہتہرے ابھی نہ بولو کچہہ ہم
زلفوں لگا بہرا تہا سر مین سودا

اوپر جو بلاؤ تو کہون راز
پتلی ہو نظر کی یا ہو مردم
اِس نازنے دلکو دیدیا دم
اس ملک کا میرا باپ تہا شاہ
عالم مین تہی حسن و شان عالم
تو کہنے لگے وہ ہمتو ہارے
آکر ہوا پیش شاہ حاضر
کافور ہو ہر مرض اُسی دم
جو چاہے وہ مانگ لے تو مجہسے
کمبخت مجہی کو مانگ بیٹہا
تو قابل قتل نے حیا ہم
جسم اوسکا سفید سنگ نکلے
بُت ایک جہان کو بنایا
صورت کو لیا لگا فی الفور
دل خوش کیا سخت سست کہکے
چہائی ہیبت جہجک کے بیٹہا
ڈالیگا بلا مین یہ تو جنجال
یہ سحر ہین عین سامری کا
پہولیگا دکہائیگا ہرے باغ
ہی راگ نیا اسے پہیڑو
باقی چہوڑا نہ کوئی لٹکا

پہر تو کچہہ وہ سمجہہ کے بکیسر
کہینچا جو یہ پاس تو سمٹ کر
پہر تو دل و جان سے ہوکے شیدا
تہی میرے سوا نہ اور اولاد
اکبار پڑا وہ سخت بیمار
اب چاہیئے چہوڑنا خدا پر
بولا کہ ہون وقت کا مسیحا
القصہ حصول صحت شاہ
واقف نہ وہ اُسکے سحر سے تہا
پہر تو وہ ہوا بہت غضبناک
فرما کے یہ حکم قتل دیکر
بیٹہا تہا کہڑا تہا جو جہانبر
پہر تو زانو دبا کے بیٹہا
پہر لائی دہن مین کف سراسر
جانا سایہ پری کا پہر تو
سمجہا یہ ہیچ سم ہو بالکل
ابرو مرے کہنچے مثال شمشیر
دیکہین بہا لینگی کچہہ نہ مژگان
دندان تیزی پر آئینگے جب
پائی صحت تو کام مین آئی
لیکن تہا یہان سوا جن اور

کہنے لگی راستہ بتا کر
وہ فرط حیا سے بیٹہی ہٹکر
تنہائی کا باعث اُس سے پوچہا
ہوتا تہا وہ مجہکو دیکہکر شاد
بدلی یہ ہوا کہ گل ہوا خار
وہ چاہے تو پانی کردے پتہر
کرتا ہوں نہین دم مین مردے زندہ
ساحر سے ہوئی جو حسب دلخواہ
سمجہے ہوئے تہا طبیب یکتا
بولا کہ تو ہی بڑا ہی بیباک
آنے جو لگا محل کے اندر
وہ سحر سے بنگیا تہا پتہر
کوئی پہلو رہا نہ ڈر کا
زلفین ہیطرح کرلین ابتر
آسیب زدہ سمجہہ کے مجکو
یہ تو رکہے گی مار کا کل
آنکہین کہتی ہین ہم بہی ہین تیر
کانٹا مارینگی دلمین پنہان
دی لینگے یہ میری آبرو سب
طائر جو اڑے وہ دام مین آئے
ہوتا گیا حال اور بے طور

ترچ ہوگیا کچھ نہ بن پڑی چال
رخ پھیر کے اٹھ گیا بد افعال

آتا کوئی دم میں اب وہ ہوگا
بہتر ہے جو راستہ لو اپنا

سنکر بولا وزیر زادہ
اب قتل کا اسکے ہے ارادہ

یہ کہہ کے بگڑ کے تیغ اٹھا کر
لڑنے کے لئے چلا دلاور

لاٹھی سے کہیں رکے ہوا ہے
انسان نہیں وہ بد بلا ہے

جاتا تھا کہ آتے اسکو دیکھا
للکار کے دی صدا ٹھہر جا

لیکن ہوا جسم پائیں پتھر
تو رہ گیا دل میں غصہ کھاکر

یارب تری قبضہ میں ہے سب کچھ
باہر ترے حکم سے ہے کب کچھ

قوت دہ ہر نحیف ہے تو
سب خاک ہیں اک لطیف ہے تو

فرعون نے راہ لی عدم کی
لی اوسکی اوسیکو لیکے ڈوبی

دکھلا دی مجھے بھی اپنی قدرت
دیدے پھر علی یہ طاقت

جس کام کے واسطے ہوں آیا
کچھ اسکا پتہ ملے خدایا

سمجھے نہ کہیں حقیر وہ زن
کر بیٹھے نہ دلمیں اور کچھ ظن

جو اس سے کہا ہے راستی پائے
جب بات ہے میری بات رہجائے

اب دیر نکر مری مدد کر
قادر ہے تو اس بلا کو رد کر

اک پیر فرشتہ خو نے آکر
فرمایا کہ کس لئے ہے مضطر

اک لفظ کو جب کہے گا سہ بار
آئیگا موکل اسکا اے یار

مانگے گا تو اس سے جسقدر فوج
آئیگی وہ دم میں صورت موج

یہ دوسرے لفظ سے ہے حاصل
عارض ہو جو سحر ہو وہ باطل

فاعل ہے پر اوسکے وہ اٹھا ہے
سہ بار میں نسبت اسکو کرا ہے

شہزادہ کمر اگر کسے گا
تو ہنستے ہی ہنستے گھر بسے گا

آنے لگا رات دن وہ دم پر
رہنے لگا ہر گھڑی مکدر

ایسا نہو دیکھ لے کہیں وہ
پتھر کا بنا دے کہیں وہ

کیا ہے وہ حقیقت اوسکی کیا ہے
پشتی پہ مری مرا خدا ہے

بولی وہ اگ تو ہے خاشاک
ہاتھ آئیگا تیرے لڑکے کیا خاک

ہر چند رہی وہ منع کرتی
ہمت نے نہ ماننے دی اسکی

پھر جا پڑا کہ مثل موج ٹکر
اک ضرب میں اسکے کردی دو دہر

اسدم تہ دل سے یوں دعا کی
درگاہ خدا میں التجا کی

چاہے جسے تو کرے مظفر
چاہے جسے دے شکست یکسر

جو مور ضعیف حکم پائے
سب فیل دمان کا زور ڈھائے

نمرود کو پشہ نے ستایا
طائر نے سوار فیل اڑایا

ساحر کا جو چل سکے نکچھ زور
میدان وغا کا شیر ہو مور

صدقے سے حبیب کے تو اپنے
محبوب مرا مجھے ملا دے

دل اوسکی میں نذر کر چکا ہوں
بادے سے یہ جام بھر چکا ہوں

جز تیرے کوئی نہیں مددگار
تیرا ہی تو ہوں میں عبد بدکار

یوں کرہی رہا تھا روکے فریاد
اتنے میں ہوا نزول امداد

بھیجا ہے تری مدد کو حق نے
دو لفظ ہیں یہ تو یاد کر لے

غیبی ہے جو فوج اسکا سردار
لاریب وہی ہے ایک خونخوار

جب جنگ کا حکم اسکو دیگا
تو فوج عدو سے وہ لڑیگا

اکبار میں سحر دور ہو کل
دو بار میں یہ نیا کھلے گل

جس واسطے تو ہے گھر سے نکلا
ہو جائیگا کام وہ بھی پورا

ہے قاف میں بسوی شرق آباد
اک شہر وسیع عیش بنیاد

سب جان جہان اسی مین کہتی — حورونکی روش بشر مین رہتی
فردوس کی جان ہی تو وہ ہی — راحت کا مکان ہی تو وہ ہی
شہزادی عربانکی ہی جو گلفام — اوسکا آرام جان تہجہہ نام
شہزادے سے نیرو اسکا جلوا — ہی خواب مین بالیقین دیکھا
پہلے وہ اسے ملیگی رکہہ یہ — پہر جان جہان سے ہوگا تو شاد
ہم خضر ہین حکم رب جو پایا — آئے تجہے راستہ بتایا
یہ کہکے سکہاکے لفظ دونو — غائب ہوے جاکے اکٹر تکو
یو تہے کہ نہان نہان گئے وہ — عیسا تہے کہ دیکھے جان گئے وہ
پہر نے طلب کیا جو پایا — اللہ کو رحم تب پر آیا

خضر علیہ السلام کی تعلیم کے باعث سحر سے نجات پاکر جان عالم ساحرہ اور دیونی اسکی والدہ پر فتحیاب ہوکر وطن پہنچکر راحت جان کو نشان شہر دلدار دینا وزیرزادی کا

دکہلاتی ہی پہلوان جنگی — یون تیغ زبان کلک جو ہی
دیوان قضا کا واہے دفتر — مریخ کا ہی عمل مقرر
ہی خون برستا آسمان سے — کٹ جاتی ہی بانکی زبان سے
دو لفظ جو خضر سے کئے یاد — پہلے ہوا ایک پہونک کر شاد
پہر دوسرے لفظ کو بہی پڑہا — لایا منہ تک لو آکے سالار
بولا کہ کہتی فوج درکار — درپیش ہی کس سے جنگ و پیکار
بولا وہ کہ جان لو ہی ساحر — ہی نفس پر اپنے سخت جابر
شہر کی اوسکا شعار ہے ہمیشہ — وہ قابل دار ہے ہمیشہ
مان اسکی جو دیونی ہی مشہور — بدکار ہی اور ہے بہت دور
دو لوکو ہین سزا ہی دینا — ہی بے ادبی کا بدلا لینا
بولا کہ ہین زیر حکم بیدین — ہفتاد ہزار کل شیاطین
اک لاکہہ ہی فوج انکا کافی — آیندہ جو کچہہ ہو رائے عالی
بولا وہ کہ ہو کچہہ ایسی تدبیر — جو قتل ہین اسکے ہو نہ تاخیر
سالار نے کہہ کے کچہہ پکارا — آنا گیا پہر تو دستہ دستا
بولا میدان مین جما کر — سرکار ملاحظہ ہو نکیسر
دیکہا تو پرے جمے کہڑے ہین — ہتیار انکو سب سجے کہڑے ہین
چہرون سے ٹپک رہی ہی جرات — سو جان سے ہی نثار ہمت
سب لور کی ٹوپیان دئے ہین — وردی ہری زیب تن کئے ہین
کلغی ہی سر کلہ پہ طرا — ہی زیب کمر زری کا پٹکا
ہین تار شعاعی ان سے محجوب — ہین تار نگہ کو دور تو مرغوب
ہر مو نے سے کا خار پہر موذی — ہی لوک سنان گرد جنگی
سب تیز قدم ہین ایسے گہوڑے — سم جنکا نشان عقب نچہوڑے
بڑہ سکتی ہی کیا یہ باد صرصر — گرد ابلق دہر ہی سراسر
ہی ساز و یراق چست جیسا — یون خستش فلک نہ کہنچ سکیگا
کب اسپ ہوا اس اوڑاتہی ہی — تنگ آئی کہان ہوا ہین سے
پرچم بہی حباب کی ہین ہوا پر — پاکہوڑے ہین جبرئیل شہپر
پیچھے سے ہی یہ نشان طلا — ہی پنجۂ خور علم نے پہیرا

ہر قسم کے باجے بج رہے ہیں
بادل کی طرح گرج رہے ہیں
یہ رعب ہے رعد کانپتا ہے
یہ ڈر ہے ہزبر کانپتا ہے

رستم بھی نہیں لحد میں ہے دم
سہراب بھی زال سے نہیں کم
اسمیں ہوئی آمدِ شیاطین
آنے لگے حلقہاے بیدین

ساحر بھی لگا پرے جمانے
بغلوں کو لگی قضا بجانے
یہ فوج پر اُسکی تھی تباہی
تنگا تھا جو اوسکا تھا سپاہی

تھی تیغ یہ سبکی ٹوٹی پھوٹی
جس سے نہ کٹی قبا کی بوٹی
نیچے تھے ہر اک کے مادہ خر
عیسے کے بھی خر سے بن میں بڑھکر

پوری تھی نہ زین تھا میسر
دیکھی تھی تو تنگ تھا نہ بہتر
غوگیر کی بھرتی فوج تھی کل
ہل چل تھی پڑا ہوا تھا یہ غل

بیموت اجل ہر اک کے سر پر
کیا کھیل رہی ہے جی لگا کر
آتا ہے نہیں مفر نظر آج
کیا سخت بنی ہے جان پر آج

اب خون کا کوئی دم میں دریا
ہر ایک مسام سے بہے گا
اے کاش کہ خلق ہم نہ ہوتے
ہوتے بھی تو پہلے جان کھوتے

جو روز سیہ نہ پیش آتا
سر خون میں یون نہ غوطے کھاتا
اس حال سے کون ہے خبردار
اسہال کا ہے ہمیں تو آزار

ہیبت تھی سوار ہر لعین پر
رکھتا تھا عرق ہر اک جبین پر
ہر ایک کا دل دھڑک رہا تھا
ہر طائرِ جان پھڑک رہا تھا

منہ فق تھے حواس باختہ تھے
نامرد تھے مرد ساختہ تھے
تدبیر فرار سوچتے تھے
منہ آپ ہی اپنا نوچتے تھے

لشکر کے عقب وہ دیونی تھی
کچھ فوج لئے ہوئے بڑی تھی
خود آئی تھی دیکھا نہ چارا
بختہ وہ بنی تھی خام پارا

گھوڑے پہ وزیرزادہ چڑھکر
ساحر سے لگا یہ کہنے بڑھکر
توبہ جو کرے تو دیں اماں ہم
ورنہ نہیں چھوڑینگے نشاں ہم

کہدے تو یہ اپنی والدہ سے
اب قتل کی پھر قسم وہ کھالے
جب اسکا جواب کچھ نہ پایا
سالار کو پھر تو غصہ آیا

گھوڑا اکبار گی بڑھا کر
مردانہ ہوا وہ حملہ آور
پھر لوگری فوج ساری جاکر
شیطانونکے غول پر سراسر

لینے نہ دیا ذرا اونہیں دم
دم میں وہ دکھایا تیغ کا کام
تھرانے لگا جو چرخ اظلم
چلاو فلک نے سر کیا خم

جاتے تھے فلک تک اُڑکے ناری
پڑتی تھی وہاں سے تیغ کاری
تا گاو زمین جو کانپتی تھی
ماہی کا لہو بھی چاٹتی تھی

طوفان اُٹھا تھا جوش خون کا
تھا نام حباب چرخ دون کا
چھینٹیں جو جبین لہو کی اُڑکر
پیدا ہوئی تو شفق فلک پر

جاتا اک ایک تھا فلک کو
آتا تھا وہاں سے ہو کے دو دو
تھا ارض سے چرخ تک تماشا
پھولا نظر آ رہا تھا لالا

گلنار تھی سب زمین یکسر
تھا باغ جہان کا رنگ دیگر
پھل نخلِ عدم کی تھی ہویدا
تھا تیغ کے یہ پھلون کا ثمرا

وہ دیونی اور سارے ناری
فی النار ہوئی بفضل باری
الیاس میں یاس جا کی پہونچی
ڈرتے ہوئے مالک سقر کے

نوبت کی بجانے کی جو نوبت
پہونچی تو مڑی وہ فوج رخصت
نکلا تھا نہ جان تن کا دم
لاشوں میں چھپا ہوا تھا اظلم

تنہا جو فدیر زادہ پایا | جلکر یہ خیال دل مین لایا
برسانے لگا یہ سوچکر آگ | گلزار ہوئی یہان مگر آگ
آتے ہی وہ لفظ کے اثر سے | سب ہو گئے پانی پانی ہوکے
تب دافع سحر لفظ شہ بار | منہ سے کہا اُسنے ہوکے ناچار
اب آب ہوا تہا جو وہ یکسر | دی پانہین جان غوطے کہا کر
باچھین کھلین جان نثار ہنستا | معشوقہ کے پاس جا کے بولا
غارت ہوا ساحر انکے وہ ساتھ | ملتا ہوا دہر سے گیا ہاتھ
دم کرتے ہی کل مین جان آئی | ہر اک نے دوبارہ عمر پائی
چہاتی سے لگا کے شاہ بولا | یہ مرد کہڑا ہے خبر کیا
تو شاہ نے کی عنایت اوسپر | شکر جو اوسکا ادا کیا اس
کہنے لگا جان نثار سنکر | خادم ہے غلام بندہ پرور
اسرار جو اُسنے شہ کا پایا | حال اپنا تمام کہہ سنایا
جو مرد ہین انکا ہی ہی کام | اپنا نہین ڈہونڈہتے وہ آرام
کرتے ہین نمک کا حق ادا وہ | تو رہتے ہین مورد عطا وہ
شہ نے پایا جو اوسکا اصرار | رخصت کیا پہر تو جار و ناچار
چہاتی پر اپنی دہر کے پتہر | راہی جو ہوا تو آگیا گہر
سب حال طلسم کا سنایا | کل حلیہ خضر بہی بتایا
تو عرض کی جان نثار نے یون | کچھ خیر ہے اضطراب ہی کیون
کرنا پڑا رات بہر اُسے صبر

برسائیے آگ اسکے اوپر | ہو جائیگا خاک دم مین جلکر
پہنچا نہ ضرر تو سنگدل نے | پتہر کئی لاکہہ من کے مارے
طوفان نیا یہ پہر اٹہایا | دریا طرف اوسکی اک بہایا
فرعون کیطرح شور کر کے | ساحر لگا خود ہی غوطے کہانے
ظلمت مٹی دہل دہلا کے سحرا | اک چادر آب بن گئی کالا
لو خوش ہو کہ آج غم ہوا دور | جادوگر بد ہوا یہ مقہور
اسکو نکمیا جو اُسنے یاد ر | تو دم کیا اوسنے لفظ شب
مان باپ کے قدمون پر جہکا | سر جان جہان نے پہر تو رکہا
اُسوقت کہا وہ حال سارا | دیکہا تہا جو اور جو سنا تہا
بولا کہ کنیز ہی یہ خستہ | ہو جائے جو عقد تو ہی بہتر
لیکن نہین عیش مجکو زیبا | جب تک نہو کامیاب آقا
بولا وہ کہ اسے وزیر دانا | تو آج سے اسم با مسمّےٰ
آقا کی خوشی ہو جسکا دستور | ہون دہر مین جان نثار مشہور
خوش جس سے رہے ہمیشہ آقا | خادم ہی وہی جہان مین اعلےٰ
پایا جو ملول اُسنے کہر پر | پہر آنے کی کہا نہین قسمین کیسر
آتے ہی حضور راحت جان | سب کہول دیا وہ راز پنہان
پاتے ہی نشان شہر دلدار | چلنے کے لیئے ہوا وہ طیار
کل صبح کو قصد کیجیو گا | خادم کو بہی ساتھ لیجیو گا
دل پر کیا اختیار مین جبر

صبح ہوتے ہی آوارہ دشت غربت ہونا

راحت جان کا مع جان نثار کے اثنای راہ مین برسات آجانا راحت جان کا بہن
سپاہ اوڑانا غول گانا آفت جان پر دیکا ہین کی آواز سنکر راحت جانکو تنہا اوڑا لیجانا

دی خامہ نے بنکے نے یہ آواز ‏/ جب شب نرہی جہان مین دمساز
تو گیروا فرغل اک پہنکر ‏/ نکلا پردے سے شاہ خاور
شہزادے نے بھی وہ تاج شاہی ‏/ پٹکا سر منزل تباہی
اک بین لی جو گیا کیا بھیس ‏/ گانے لگا دیس مین وہ پردیس
تن پر ملی راکھہ موتیونکی ‏/ خاکی جو بدن تھا آبرو کی
لشکر کی جگہہ تھی اشک کی فوج ‏/ تھی بحر الم کی لہر ہر موج
آگے تھا بہار فیل کی جا ‏/ بجتا تھا شکست دل کا ڈنکا
تھی آہ علم کی جا ہوا پر ‏/ دل مین بت تکیہ تھا خدا پر
احباب وطن سے منہ کو موڑا ‏/ روتا ہوا سارے گھر کو چھوڑا
چل نکلا وہ عاقبت پیادہ ‏/ ہمراہ ہوا وزیر زادہ
مثل مہ و مہر تھے روانا ‏/ منزل کا نہ تھا کہین ٹھکانا
تھا تیز قدم یہ راحت جان ‏/ رہجاتی تھی پیچھے برق سوزان
وہ صورت باد سرد جاتا ‏/ ساتھی مانند گرد جاتا
کانٹون کی خلش ہوی جو ہمدم ‏/ مژگان وہ ہوا سمجھہ کے خرم
اس آبلہ پائی کی بدولت ‏/ کانٹون کو وہ دیکے سرخ خلعت
کہتا تھا کہ ہر اگرچہ غربت ‏/ لیکن ہون مین شاہ ملک وحشت
سکہ ہی ہرا ایک داغ تن کا ‏/ ہی تیغ فراق پر بھی قبضا
مجنون ہی مرا خیال اسدم ‏/ لیلی ہی مجھے یہ ظلمت غم
ہی یہ مرے پاؤن کا جو چکر ‏/ پایا نہین چرخ اسکا ہمسر
گو اُسنے مرا چلن اوڑایا ‏/ پر کانٹون سے کچھہ جو بن آیا
تو پہرنے لگا وہ سر کیصورت ‏/ کیا پائیگا میرے آگے غربت
مین وہ ہون کہ مثل باد صرصر ‏/ چلتا رہا کانٹون پر برابر
وحشت نے قدم لئے تھے بڑھکر ‏/ تھا داغ جنون رفیق و رہبر
جاتا تھا ہوا شوق مین وہ ‏/ کہتا تھا یہ اپنے ذوق مین وہ

غزل

اے خضر جنون ترا بھلا ہو ‏/ اے صبر و سکون شکستہ پا ہو
اے تیغ فراق تیری دم سے ‏/ یہ دشت بھی دشت کربلا ہو
اے نشتر غم کمی نہ کرنا ‏/ اے خار الم خلش سوا ہو
اے درد جگر چمک کے اٹھنا ‏/ اے داغ فزون تری ضیا ہو
اے ہجر کی شب بلا ہو نازل ‏/ اے جسم فراق رہنما ہو
اے شعلۂ آہ ہو شرر ریز ‏/ اک آگ زمین سے تا سما ہو
اے دیدۂ تر ہو مین احسان ‏/ طوفان اگر کوئی بپا ہو
یہ جامۂ زیست صورت جیب ‏/ اے دست جنون پھٹا ہوا ہو
اے ہوش گھٹا مین غمکی دل پہ ‏/ بجلی کیطرح تڑپ رہا ہو
ہون ہجر کا لطف وہ اٹھا کر ‏/ پہنچا اک دشت مین جو مضطر
دیکھا کہ کلیل مین ہین وحشی ‏/ ہی چار طرف بہار پھیلی
ہین رنگ برنگ کی کھلی پھول ‏/ بلبل کی دعا ہوئی ہی مقبول
برسات نے رنگ ہی جمایا ‏/ ہی فرش زمردین بچھایا
سبزے کی بہار اور جوبن ‏/ ہی رشک وہ فضائے گلشن
اشجار ہین جنتی معطر ‏/ خوش حلۂ سبز ہین پہنکر
ہر نخل نہال ہی سراسر ‏/ شاداب ہی صورت گل تر
تالاب ہین رشک حوض کوثر ‏/ آنکھون سے ہین آبرو مین ٹپکر

ہی قوس قزح بہی آسمان پر — شاہد ہی دو رنگی جہان پر
گھنگور گھٹائین آرہین ہین — اندہیر مچا رہی ہین

پانی جو ہوا بند ہی ہوا کی — بجلی نے بلائین لین گھٹا کی
ہین ٹھنڈی ہوائین گر مینہ بہر — کافور ہوئی ہی باد صرصر

ہی یہ اثر نزول رحمت — بادی مین ہی صاف رنگ شربت
رندونکو ہے ذوق می پرستی — دل دیکے بہی دخت رز ہی مستی

ساقی کی بنی ہوئی ہی کیا خوب — قاضی کو بہی می ہوئی ہی مرغوب
ہین دختر رز کی تاک مین سب — ہی بخت کا آفتاب کوکب

ہی ابر گھرا ہوا ہر اک سو — دلبر نہین پاتے مست قابو
کہتے ہین فرشتے غل مچا کر — رحمت کی تنی ہوئی ہی چادر

نازل ہی فلک سی لطف یزدان — چادر ہے پردہ دار عصیان
کوئل کی ہی کوک اور تو تو — پی پی ہی پپیہی کی بہی ہر سو

طاؤس وہین اٹہا اٹہا کر — مشغول ہین رقص مین سراسر
پہرتے ہین غزال دب چرتے — آہوے نظر کو صید کرتے

ہی طرفہ بہار کی اوچہل کود — عشاق کے دلکا عین مقصود
ہین سارے پرند ہی ہوا پہ — شوخی پہ پری کیے مسخر

فرقت مین یہ لطف یہ تماشا — شہزادی کی آنکہ سے جو گذرا
سب زخم جگر ہرے نظر آئے — چہالے دل آتشین کی بہر آئے

جاری ہوے اشک چشم تر سے — موتی نئے ابر غم سے برسے
پہر بیٹھ کے بین کو اٹھا کر — گایا یہ غزل وہ دہن مین بہر کر

غزل

پرشور ترے لیے جہان ہی — او فتنۂ حشر تو کہان ہی

ملتا نہین کیون نشان تیرا — کیا تو ہی مکین لامکان ہی
پہرتا ہون تری لئے نہ اک تن — چکر مین زمین ہی آسمان ہی

خارج تجہے ڈہونڈہین آپ سی کیون — دل کے پردے مین تو نہان ہی
اوسکو ہی عروج مثل خورشید — ای ماہ تو جسپہ مہربان ہی

سنا ہے تری عزیز سبکو — تو یوسف مصر دکاروان ہی
فرقت مین پڑی نماز ہمکو — آواز شکست دل اذان ہی

کیا تیری خیال کو دعا دین — ای بت ہمین خواب تک گران ہی
ہی طرفہ یہ باغ داغ فرقت — اسکی تو بہار بہی خزان ہی

ای گل جو ہوا ہی تیرا بلبل — عنقا کی روش وہ بی نشان ہی
ہو یا ہی ثبات کو نہ لغزش — ای ہوش یہ وقت امتحان ہی

پہر تو یہ سمان بندہا دہان پر — آئینہ کا بنگیا وہ بن گہر
کان اپنے صبا نے بہی لگائے — کوسون سے پرند اڑکے آئے

وحشی ہوی دم بخود سراپا — حیرت سے ہوا ہراک کو سکتا
سکان زمین تو کل تہی خاموش — پرجاتہی نہ تہی شیونکے بہی ہوش

تا عرش بلند ہی ہوا تہی — تاثیر کہ شان کبریا تہی
اڑتی ہوئی جاتی تہی پری ایک — نام آفت جان مگر بڑی نیک

خوش وضع حسین باوفا تہی — ہمشکل وجوان دلربا تہی
دل جسپہ جو پہنچی اوس تک آواز — بیچین ہوی وہ مایۂ ناز

تخت اپنا وہین اتار لائی — آئی تو عجیب سیر پائی
دیکہا کہ ہی اک جوان رعنا — سرتا بقدم غضب کا پتلا

حلیۂ عاشق

ہی قد کشیدہ شاخ شمشاد — گلزار ارم کا سرو آزاد

ہی مخبر لیلی قد گیسو — کافر ہین پیمبری کی ہی بو — الجھن سے ہی بالون کی نمایان — کچھ پیچ ہی جو یہ ہی پریشان

ہی زلف سیہ کہ مار پیچان — یا دود چراغ بیت سبحان — کو جو نہین سواد چین کا انداز — وا ناف غزال کا کئے راز

ابروے کشیدہ سی ہی روشن — کھینچے ہوے ہی ہراک سی دامن — عاشق کیطرح ہی طاق طاقت — ہی بدر مین ماہ نو کی ہیئت

پیشانی کی ہی یہ لن ترانی — پیش آئی جو کچھ ہی پیش آنی — قانع ہی نصیب کے لکھے پر — شاکر ہی کریم کے دیئے پر

اس دولت حسن کی بدولت — مغرور ہے اغنیا کی صورت — انوار تجلیات صدما — ہین جبہۂ صاف سی ہویدا

یہ معجزہ حسن کا نیا ہے — خورشید کو نصف کردیا ہی — آنکھین نئی حسن سی ہین مخمور — تل آنکھ کا عین نقطۂ نور

مردم کی نظر لگے نہ کیونکر — پریان ہی جو دیکھکر ہون ششدر — پردے یہی کرتے ہین اشارا — ہمنے ہی تو رکھ لیا ہی پردا

جب ہمنے خیال کو چھپایا — تو دل نے ذرا سکون پایا — حیا ہی جو سپیدی و سیاہی — ہو لیل و نہار پر تباہی

ہی تیغ نظر کہ آہ ناری — ہی برق بلا کہ قہر باری — مژگان نہین تیر کے ہین پیکان — پر زار ہین مثل عشقبازان

ہر کان ہی کان حسن ایسا — سننے مین نہ آیا مثل جسکا — ہی سیر سوائے ذکر دلبر — ہین اور بیان کسے لئے کر

ہی جلوۂ شمع طور بینی — رخسار مین رنگ دل نشینی — یہ چہرۂ صاف سے عیان ہی — آئینۂ قلب صوفیان سے

آسیب رسان ہی سیب غبغب — برگ گل تازہ ہی ہراک لب — گو رشک گہر ہین سارے دندان — آب دُر اشک ہی ہی نہان

کیا منہ سے زبان کرے ہو اوصاف — اک موج ہے بحر حسن کی صاف — ہی چاہ ذقن کنوئین جھکاتا — آئین ہی حیاہ کا بنانا

اللہ نے کیا دیا گلا ہے — جسپر دل مشتری فدا ہے — کہتا ہی اگرچہ یہ قیافا — بیمار ہے خود ہی یہ مسیحا

لیکن یہ دوا ہی ہر مرض کی — گل کی رگ دل ہی اسنے دیکھی — دل اسکو ندون نہین یہ مقدور — سب جانتی ہون مگر ہون مجبور

یہ کہہ کے گری زمین پر اکبار — آثار غشی ہوے نمودار — تھی ماہ مگر کتان بنی وہ — خود تیر تھی پر کمان بنی وہ

آتش مین لگائی خاک ذرا آگ — آدم سے پری رہی نہ لاگ — تھا کون جو لخلخہ سنگھاتا — پنکھا جھلتا دوا پلاتا

کچھ دیر مین خود ہی جب ہوا ہوش — تو پاس گئی یہ بولی مدہوش — جوگی جی ہوا کہان سے آنا — کیا روگ ہی کیون لیا یہ بانا

شہزادی نے کچھ نہین کہا تھا — جو بول اٹھا وزیر دانا — تو کون ہی ہم کہین سی آکر — لائے درد نہان زبان پر

لازم ہی ادب کیسا نہ رہنا — کہہ دور ہی سے جو کچھ ہو کہنا — سنتے ہی پری نے طیش کھاکر — مارا دونو کو ایک ہی پر

بیہوش ہوئے تو تخت لا کر | شہزادی کو لے اڑی مقرر
لو بو کو نسیم نے اڑایا | فانوس کو شمع نے چھپایا

آفت جان کا وصل پر اصرار راحت جان کا انکار

ساقی کیا آئے چین سے خواب | شیشہ ہے بغل میں اہی بیتاب
بے تیری ملائے کیا ہیں ہم | انکار کرے تو کیا ہیں ہم

اس گل کو پری اڑا کے لائی | خنگل کی ہوا چمن میں آئی
رہتی تھی وہ اس چمن میں اکثر | مدت سے تھی بلبل گل تر

نرگس کی نگاہ سے چھپا کر | پردے میں نہاں کیا اسے آ کر
خلوت میں وہ دیکھنے لگی رد | غنچہ وہ سونگھتی ہی بو

لٹکی پلٹیں جو زلفیں یکسر | لے لیں چٹ پٹ بلائیں جھک کر
بند آنکھیں جو پائیں کھول کر دل | پتلی کا بن لیا اسے تل

مصحف رخ پاک کو سمجھ کر | بوسے لینے لگی برابر
آنکھوں سے لگایا ہو کے مضطر | بیٹھی ہر اک سے دل اٹھا کر

اتنے میں وہ مثل بخت جاگا | پایا پہلو میں ایک شعلا
سمجھا کہ یہ خواب دوسرا ہے | یہ کون میں ہوں کہاں یہ کیا ہے

پھر کھول کے خوب آنکھیں دیکھا | پہچان کے اسکو دل سے بولا
سارا یہ فتور ہے اسی کا | یہ خواب و خیال ہے نہ اصلا

اٹھ کے بیٹھا ہٹا وہ سرکا | ہوش اسکو رہا نہ پانو سر کا
پایا جو وہ آئینہ مکدر | دل اسکا اٹا غبار بنکر

اس فکر میں وہ ہیں نکلوں کیونکر | اس سوچ میں یہ میں نہلوں کیونکر
بل کھائے ہوئے وہ صورت مو | الجھی ہوی یہ برنگ گیسو

رخ اسکا پھرا ہوا سراسر | برگشتہ نصیب یہ مقرر
چلنے کو وہ لیس تیر کی طرح | آغوش کمان یہ تیر کی طرح

آگے یہ بڑھی وہ ہٹ گیا اور | یہ پہلی تو وہ سمٹ گیا اور
بولی جانو کنیز مجھکو | یوسف ہوں رکھو عزیز مجھکو

جو چاہو سزا دو عذر کیا ہے | زلفوں کی ہوس ہے یہ خطا ہے
ہوں قد کشیدہ کی خریدار | تجویز ہو میرے واسطے دار

دل دادہ گیسوے دوتا ہوں | کوڑے سے پڑیں قابل سزا ہوں
ہوں دل سے نثار ابرو نہیں | ہے تیغ سے میرا قتل بہتر

منشا جو ذرا بھی قید کا ہو | تو شیشہ دل میں خود اتر جاوں
ابرو کا جو کچھ بھی ہو اشارا | ہو جائے یہ جسم پارا پارا

زلفیں چاہیں تو کسلیں مشکیں | آنکھیں چاہیں تو خون کر دیں
پھر کیوں ہوا دو اس قدر ہے | جب میں ہوں تمہاری گھر کی

لو جانے دو آؤ مان لو تم | واللہ مری ہو جان لو تم
کھویا مجھے دل لگی اس ہوا نے | بت کی بندی کیا خدا نے

برہم وہ ہوا پری سے سنکر | تو گر کے یہ سایہ سان قدم پر
بولی کسکی ہوا ہے کہہ تو | دلتنگ نہ مثل غنچہ رہ تو

ہنس بول کہ دل لگی فدا ہو | غنچہ وہی خوب ہے جو وا ہو
لاوں اسے جسکا ہو طلبگار | تو اور کا ہی تری خریدار

شہزادے نے مبتلا سمجھ کر | ظاہر کیا حال قلب مضطر
جل بھن کے ہوئی کباب بے | پھر سوچ چکے کچھ لگی یہ کہنے

مل جائے گی وہ مہ دل افروز | اللہ کرے گا وہ بھی اک روز
سوچی تھی کہ باتیں کچھ بنا کے | کر لونگی میں اسکو بس میں اپنے
لیکن نہوئی مراد حاصل | تڑپا کیا وہ مثال بسمل
اصرار ہوا تو کہہ لیا کچھ | پوچھا جو بہت تو کہہ دیا کچھ
تدبیر ہزار کی پری نے | وہ گل نہ کھلا کسی طرح سے
کنگھی سے نہ چوٹی سے سروکار | آئینہ رخ کی محو دیدار

پر صبر کرو طعام بھی کھاؤ | خندان رہو ہر گھڑی نہ گھبراؤ
دم دھاگے کا جال کام دیگا | رشتہ الفت کا جوڑ لے گا
پہلو میں بشکل قلب مضطر | رہتا تھا پری کے وہ دلاور
ہر دم دم سرد بھر کے روتا | سیماب سا بیقرار ہوتا
تو گھٹ کے ہوئی ہلال آسا | عالم کے لئے بنی تماشا
کچھ کھاتی نہ پیتی وہ خوشی سے | لب ہوتے نہ آشنا ہنسی سے

آسیب زدہ ہوئی تھی گویا
آدم کا پڑا تھا سایہ اوسپر

آگاہ ہو کر بنی جان مادر آفت جان کا آنا راحت جان کو پتھر بنا کر جزیرہ سیاہ میں قید کرنا آفت جان کو باغ سے گھر لا کر زنجیر پہنانا

یوں سلسلۂ سواد تحریر | پھر پائے نظر بنی زنجیر
کی کلک نے چھپائی کر کے پہر | اس سخت بیان کی یوں بہم
یعنی کہ وہ خار راہ الفت | نام آفت جان جان آفت
لا کے اس گل کو ایسی پھولی | ماں باپ کی یاد دل سے بھولی
کچھ آفت جان کی بھی خبر ہے | اچھی تو ہے وہ کہو کدھر ہے
بات آہ بنات سی چبائی | دانتوں میں زبان بھی دبائی
پایا جو وہ سارا غنچہ خاموش | رنگ اڑ گیا پھر تو صورت بیہوش
بولی پڑ جائے خاک تم پر | سوئیوں کیا خاک میں نہیں گھر
سب نے کی عرض باندھ کر ہاتھ | گلزار میں ہیں وہ خیر کیا تھ
بولی وہ کہ کون گل نیا ہے | جسکی اُس پھول کو ہوا ہے
ہر وقت ہوا کا کہنا کیسا | آنا جو نجانے جانا کیسا
بولیں کہ نہیں ہے ہمکو یارا | جو راز کریں بعینہ آشکارا

یوں غنچہ راز ہو گیا وا | اس رنگ نیا شگوفہ پھولا
بلبل کی روش رہی چمن میں | گویا کہ زبان تھی دہن میں
جب ماں کو نظر پڑی نہ دختر | تو بولی خواصوں سے یہ مادر
تصویر کا غنچہ بن گئیں سب | آپس میں ملا کے رہ گئیں لب
جی کی جی ہی میں کہہ گئیں سب | گویا بت بنکے رہ گئیں سب
سو سو سوسنے جو دل سوسا | تو اسنے زبان چلائی کوسا
زندہ رہو تم جیسے مسیحا | پھل پاؤ جو کہا نہ تم نے کچھ کیا
حاضر نہوئیں تو کیا کہیں ہم | مشغول ہیں دید گل میں ہر دم
بلبل نہیں پھر چمن میں کیوں ہے | سنبل نہیں پھر چمن پہ کیون ان کی
آتی ہے چمن سے بو تو ہر دم | کیوں مل نہ سکی تو مثل شبنم
تو بولی غضب میں آ کے خود کام | جب تو بنی جان ہے مرا نام

جو تمسکو نہ خاک مین ملادون
اس راز چھپانے کی سزا دون

سنتے ہی رہی نہ جان باقی
دم کا نہ رہا نشان باقی

سوسن کی نکل پڑی زبان تک
شبنم ہوئی ترنگی فغان تک

اک انمین تہی بدزبان وچالاک
غماز وجفاشعار وبیباک

ہان جی کی اگر امان پائین
تو حال تمام کہہ سنائین

لائین ہین لشر کو وہ اڑا کر
ہو ہمین جدا سمجھتے ہین شر

ابرو کی کمان پر ہین قربان
الفت کا چہپا ہی دل مین پیکان

محراب مین ابرونکی جہککر
مجرے کو کیا سلام آخر

مادر ہوی سنتے ہی غضبناک
بولی کہ گرے نہ اسپر افلاک

مردم کی نگاہ پر ہے مائل
ہی چشم نمائی کے وہ قابل

اسکو مین سزای سخت دونگی
لاؤ مرا تخت خود چلونگی

پہر پوچہا خواصون سے یہی ہی
کی عرض ہر ایک نے یہی ہی

یہ سنتے ہی دیوون کو بلاکر
بولی کہ اٹہاکے تم پرونیر

پاتے ہی یہ حکم لے اڑے دیو
تعمیل کی پوری پوری دیو

کیون رسم و رہ ادب بہلائی
کیون چاہ مٹادی ابرو کی

زلفین الجہی ہین کیون سراسر
شانہ نہین کیا تجہے میسر

پوشاک بدلتی کیون نہین تو
ہی ہی تری کیون بدل گئی خو

منہ پر ہی برس رہی اداسی
چتون سے عیان ہی بدحواسی

چل گہر کہ دوا دوش کرونگی
رہنے تجہے اب یہان نہ دونگی

دیدار کا چہٹ گیا جو شربت
تو طاق ہوئی جو کچہہ تہی طاقت

جو بات بہی کرسکے زبان سے
یا کام وہ لے سکے فغان سے

ہی خبر اسی مین سمجھ بتاؤ
دیکھا ہو جو آنکھہ سے دکھاؤ

نرگس نے نگاہ کو چرایا
شبنم نے جہپٹ کے سر کہپایا

سنبل کو ہوئی تلاش سنبل
ڈر سے گل زعفران ہین گل

کہنے لگی آگے بڑہکے سب سے
گذرینگے نہ ہم رہ ادب سے

کی اوسنے جو انکی جان بخشی
تو ہو گئے نڈر ہر ایک بولی

کرتی ہین نظارہ رخ کا دن بہر
شب بہر ہین نثار زلف ابتر

مژگان کا ہی اونکو دہیان دن رات
کانٹون مین دیا ہی پاؤن ہیہات

کچہہ کہہ نہین سکتے یون سنا ہے
یہ اوسپہ وہ اوسپر فدا ہی

رائج کیا سکہ بے چلن کا
حرمت مین لگایا اسنے بٹا

جس فتنے نے یہ غضب ہی ڈہایا
ہی خانہ آبرو بٹہایا

بیٹہا تہا جہان چمن مین وہ گل
پہنچی وہین پریہ نے بل

شیدا ہی اسی پر آفت جان
لوٹا ہی اسی نے تو پرستان

لیجاو سیہ جزیرے اسکو
تہیرا کہ بناکے قید رکہو

پہر آفت جان کے پاس جاکر
بولی کہ تو آئی کیون نہین گہر

یہ باغ مین رہ کے گل کہلایا
کانٹون کی روش بدل سکہایا

دہبا یہ ہوا صاف کیون ہی دیدہ
سرمے سے ہی کس لئے کشیدہ

وہ رنگ وہ روپ ہی نہین ہے
خورشید ہی دہوپ ہی نہین ہی

کچہہ اور ہی کچہہ رہی نظر ہے
دل اور کہین ہی من ادہر ہی

آخر اسے ساتہہ لیکر آئی
بیمار ہے یہ خبر اوڑائی

غناب لب و نغمہ مو
چہٹتے ہی رہا نہ اتنا قابو

دلمین جو گہٹی تو جوش سودا
بڑہنے لگا مثل سیل دریا

مجنون ہوی وہ آخر کار / تو چارہ گردن ذی ہوش ناچار

پہنائی طلائی لا کے زنجیر / دی زلف کے دیکھنے کی تعزیر

تھا عشق کا سلسلہ گلوگیر / یون بولی پہنتے ہی وہ زنجیر

غزل

فرقت مین بہت کڑی اٹھائی / سختی نئی ہر گھڑی اٹھائی

اشکونکی جو آبرو تھی منظور / پلکون ہی سے یہ لڑی اٹھائی

دن تاب کے دھوپ ہمنے کاٹا / جب شام ہوی گھڑی اٹھائی

کیا شکوۂ بخت و شکوۂ دہر / ای ہوش جو کچھ پڑی اٹھائی

توڑا کوئی گل نہ ہمنے صیاد / ٹوٹی بھی نہ ہتکڑی اٹھائی

بلبل کی روش نکالی شعلے / منقار سے پہلجھڑی اٹھائی

زنجیر پہنکے بیٹھے جب ہم / حدادنے ہتکڑی اٹھائی

یہ کہکے سمجھ کے زلف دلدار / کرنے لگی پھر تو وہ اسے پیار

یہ فعل کیا جو اوسنے اکثر / فی الجملہ سکون ہوا میسر

کرنے لگی ہوش کی وہ باتین / کٹنے لگیں کچھ مزے مین راتین

زنجیر کا دانہ بار لایا / تسکین کا باغ پھولا پایا

بنظر تسکین آفت جان بنی جان

مادر آفت جان کا ہم قوم سے نکاح کے لئے آفت جان سے کہنا اسکا انکار کرنا اسکا نصف تجہم کا بنا کر پہلوی راحت جان مین مقید رکھنا

کہتا ہے قلم بدیدہ تر / تسکین بہی جب کرے مکدر

خوش ہو کے چلو مین خاک بہر / ہو جائے جو عقد تو ہو دل شاد

سوچی کوئی ڈھونڈ کر پریزاد / بے دیکھے جہان تہا نظر مین

آتو جی تہین اک بزرگ گھر مین / جنکے آگے تہا ماند خورشید

ہو تار شعاع چاند خورشید / دین تار نگاہ حور کو نور

پلکین وہ سفید چشم بد دور / تہی دانتون کی جا ثنا خدا کی

منہ کہتی تہی کچھ دہن کی باتین / گل جسم بنا تہا شمع کی لو

رعشہ نے دکھائی تہی نئی ضو / شاید کہ سنا ہو تہا اک انسان

لینے لگی ان سے یون ہی جان / مردم تہا کہ نور کا تہا پتلا

پتلی تہا وہ اسکی چشم دل کا / جو مینے سمجھ کے اسکو یوسف

زندان بہیجا بلا تاسف

شل ہنستی غم سے پاہن کیسر

مان نے بیٹی کو خوش جو پایا / شادی کا خیال دل مین آیا

پہر کوئی بلا نہ اٹھہ کھڑی ہو / رونا ہمین پہر نہ ہر گھڑی ہو

سر کے سارے سپید تہے بال / پاسانپ گیا تہا کینچلی ڈال

کیا جہری کی جہریون کا مذکور / طغرے مین لکہا تہا سودہ نور

آنکھین دیکھی ہوے زمانہ / نسر طائر کا آشیانہ

قد جہکے ہو جب ہلال کیسر / کیون ہو نہ دماغ آسمان پر

وہ شان کہ ہو دو قلم تصویر / بیعت کر ہو چرخ پیر کا پیر

تہی آفت جان بہت ہی مانوس / پوشیدہ تہی شمع زیر فانوس

اڑنے نہیں پائی تہی خبر یہ / نکلا تہا نہ درج سے گہر یہ

سختی کا یہ سلسلہ نکالا / زنجیر نہ تہی نہ طوق ڈالا

اک سنگ گران بنایا یکسر
مانند بشر چھپایا یکسر
تا آئے نہ شکل پھر دکھانے
کچھ سنگدلی کا لطف جانے

لڑکی کو بھی لاکے گھر مین کی بند
پتلی کیطرح کیا نظر بند
اب فضل خدا سے ہو اُسی ہوش
دریا مین نہین ہی جادہ کی جوش

اسوقت مین ہی مجھے یہ منظور
ہم قوم سے منعقد ہو وہ جور
بولین وہ کہ اس سی کیا ہی بہتر
جو پاسے وہ نیکبخت شوہر

لیکن ہی زمانہ ہمنے دیکھا
مرضی ہے ضرور اُسکی لینا
پھر وہ یہ گرہ مین کھولتی ہون
جاتی ہون اُسے ٹٹولتی ہون

پہنچین وہان وہ تھی جہان تک
بولین رُخ کی بلائین لیکر
بیٹی کہو ہے مزاج کیسا
اب تو نہین دشمنون کو ڈر کا

بولی وہ کہ شکر ہے خدا کا
احسان ہے نالۂ رسا کا
جسنے یہ دکھائی اپنی تاثیر
جو جسکو ہوئی نصیب تقدیر

جانا اوسے زلف یار مینے
سونگھا اوسے بار بار مینے
تو دل کو ہوا قرار و آرام
اُسنے کیا بید مشک کا کام

آتو جی سمجھکے ہو گی خاموش
بولین بنی جان تم ہو بیہوش
ہم جنس سے عقد پر ہو تجھا
یہ خام خیال ہے تمہارا

پھرتی ہے اُسی بشر کا دم
ہمدم ہی وہی خیال ہر دم
سکہ کھوٹا ہے کون مانے
کھوٹی ہے وہ یہ کہ [illegible] خزانے

مردم ہی کے نام پر فدا ہے
آنکھون مین نہ شرم نے حیا ہے
سودی مین بھی کچھ کمی نہین ہے
اتنا ہی کہ بیخودی نہین ہی

بولی سنتے ہی ہو گئے وہ آگ
شادی مین اگر یہ لائیگی راگ
تو دیکھنا جو سزا مین دونگی
زندہ در گور اوسے کرونگی

بیٹی ہو نہ ہوگا پاس اسکا
تھا رہون مجکو ڈر ہی کسکا
بدنام کرے جو گھر کو دردا
ہو زیست سے اسکی موت بہتر

ناجنس کا دخل گھر مین کیسا
ابتک تو ہوا نہین ہی ایسا
انسان کہان کہان پریزاد
آئینہ بنے نہ زنگ فولاد

مردار کی خیر اب نہین ہی
شر نام بشر مین کب نہین ہی
آؤ چلو دیکھو راسے میری
مین بھی تو سنون وہ کیا ہی کہتی

آخر گئین دونو پاس اُسکے
زنجیر کے دیکھا بوسے لیتے
دیکھا جو نہ آنکھ اُٹھا کی اوسنے
تو مان نے کہا بہت بگڑ کے

کیا مشغلہ تونے ہے نکالا
کیون دہر مین منہ کیا ہی کالا
سب شرم و حیا اُٹھا دی تونے
دولت تھی جو کچھ لٹا دی تونے

تو ہی تھی کمائی عمر بھر کی
تجکو بھی نظر لگی بشر کی
کمبخت پڑی سمجھہ پہ پتھر
ناجنس سے بیٹھی دل لگا کر

اندر ہو جو ہر تو لہر کو کھودے
سن لے جو پدر تو جان کھودے
ہی خیر اسی مین باز آ تو
لب تک نہ بشر کا نام لا تو

کیا نار سے خاک کو ہو نسبت
کیا پیش فلک زمین کی عزت
ہر امر مین اس سی ہی تو وہ جنبد
کمل کا زری مین کب ہو پیوند

جوڑا ہو وہی جو ایک سا ہو
دنیا نہ کہین ذرا لگا ہو
مرضی تری کچھ بھی مین اگر لون
ہم قوم سے پھر تو عقد ٹھہراؤن

گھبرائی وہ سنکے عقد کا نام
بولی تیوری چڑھا کے ناکام
شادی کا جو نام اب سنونگی
تو خون سے غسل مین کرونگی

جو میرے گلے مین عشق کا ہار / زیور نہیں پھر زیب درکار
مہندی کا چھٹیگا کب یہان رنگ / ہون صورت غنچہ مین تو دلتنگ
مقنع جو پڑیگا میرے سر پر / بن جائیگا آنسوؤنکی چادر
اسمین ہے اجارہ کیا کسیکا / مین اسکی ہون اور وہ ہی میرا
ناچیز ہے جنکے آگے انسان / پوچھے جو کوئی تو ہین پشیمان
بتلاؤ تو کون تھے سلیمان / تھے کون حبیب پاک سبحان
مخلوق مین ہے کسے فضیلت / اشرف ہے جہان مین کسکی خلقت
قران مین آیا ذکر کسکا / ہے کون زمانے مین خلیفا
کہ نہین مین کون پہنچا رب تک / کیا فائدہ اب یکونہین کب تک
نادان کو چاہیئے کہ سمجھاؤ / دیوانے کو جاکے ہوش مین لاؤ
آوینگی نہ مین تمہارے دم مین / چھیڑوگی تو جان دونگی دم مین
یہ کہہ کے وہ چپ رہی نہی جان / غصے مین مثال بید لرزان
بولی دیؤن سے ہے جہان پر / آدم وہ جو ہو چکا ہے پتھر
اسکو بھی اسیکے پاس لیجاؤ / پتھر کا بنا کے تم چلے آؤ
لیکن نہیے جسم پائین پتھر / تا قید کا پاسے لطف یکسر
جانے تو یہ چاہ مین مزا ہے / یہ باولی ہونے کی سزا ہے
تمثیل کی دیو نے تو دیکھی / صورت وہ کہ جسکی مبتلا تھی
آیا جو نظر اسے کنھیا / ڈنڈوت کیا برہمن آسا
لینے لگی دور ہی سے بوسے / کرنے لگی سیکڑون وہ شکوے
جب کچھ نہ جواب اس سے پایا / پتھر سے وہ بت یقین آیا
کرٹھنے لگی پھر تو اسکے اوپر / رونے لگی بیقرار ہوکر
بھرتی دم سرد تھی ہر اک دم / آنسو پیتی تھی کھاتی تھی غم
دن رات وہ یونہی کاٹتی تھی / خون آپ ہی اپنا چاٹتی تھی

جان نثار کا ہوشیار ہوکر بہادری دیو جزیرہ سیاہ سے دونو یعنے راحت جان اور آفت جان کو صورت اصلی پر لاکر قید سے چھڑانا

ساقی ہے وہ خوب بادہ خواری / ہو جس کا سرور ہوشیاری
وہ نشہ ہو میٹ دے جو افتاد / ڈورے ہون خط جبین آزاد
آیا جو مئے سخن مین یہ رنگ / غفلت ہوئی جان نثار کو ننگ
ہشیار ہوا تو راحت جان / پایا مانند روح پنہان
جانا کہ پری تھی وہ مقرر / شہزادے کو لے گئی اڑاکر
مجبور پھر اک طرف چلا وہ / رہتا دریا صفت بڑہا وہ
آکر وہ قریب شام دیکھا / اک کوہ سیاہ دیو آسا
پہلے تو ڈرا پھر آخر کار / ڈرتے ڈرتے چڑھا وہ ناچار
ہموار جگہہ تلاش کرکے / بیٹھا آخر اک آہ بھر کے
اتنے مین صدائے درد آمیز / شعلے کیطرح اٹھی ہوئی تیز
جلنے لگا پھر تو گھر خدا کا / دل سے بھی اٹھنے لگا دھوان سا
یہ سنو بڑھا کہ صورت ساز / چاہا ہونا صدا کا دمساز
سمجھا ہے کہ وہ تاب لا سکے کیا / بار غم خیر اٹھا سکے کیا

جو قلب کہ درد آشنا ہو ۔ جسمین مدد یا جو غم بھرا ہو
آخر طرف صدا وہ اوٹھکر ۔ ظلمت مین چلا بنا سکندر
پہنچا تو وہ تیر شب بہی پروا ۔ آئینہ ہوا نہ حال اصلا
چقماق سے آگ کی ہویدا ۔ سب خار و خسک وہانکا پہونکا
پر نور ہوا جو دشت سارا ۔ اک طرف کو سہر پہر دیکہا
چاہا کہ اٹہالے پر نہ اٹہا ۔ سر پوش بہی اک ذرا نہ سرکا
تو بہید ہی کچہہ یقین آیا ۔ مخرج بہی وہی فغانکا پایا
چلا کے تب اسطرح وہ بولا ۔ کون اسمین ہی کیون ہی شور کرتا
پایا یہ جواب رحم کہاتو ۔ اس قید سے کر مجہے رہا تو
خالق نے اگر کیا ہی ذی ہوش ۔ کر یاد حروف مہر سرپوش
ہی مہر مین کندہ اسم اعظم ۔ سہ بار کر اسکو ظرف پر دم
پہر کہولدے اسکا منہ تو بیخوف ۔ پہر جسم سے میرے ہلکا ہی جوف
ہمرنگ دخان بدن مرا ہے ۔ اس قید شدید مین گہٹا ہی
کرتے ہین تمام استخوان درد ۔ ہون تنگ جفا سے لیکے ہین گرد
ہی آفت جان پری جو شہہ پر ۔ لائی تہی لشر آزار کے وہ جو پر
رکہتی تہی مدام پاس اسکو ۔ تہا اسکا بہت ہی پاس اسکو
اس جرم مین اسکی جان لی آخر ۔ اونہا اوسے کر دیا تہا پہر
اسوقت مین رحم کہا کر اوس پر ۔ میوہ مینے دیا تہا لاکر
واقف ہوی اس سی اسکی مادر ۔ تو قید کیا مجہے یہان پر
اس بات سے جان نثار مضطر ۔ کچہہ لو گل مدعا کی پاکر
بولا کہ وہ قید ہی جہان پر ۔ لیجائیگا تو مجہے وہان پر
پایا یہ جواب ہے وہ جس جا ۔ لیچلنا وہان ہی کام میرا
بولا سنکر دغا کا ہو ڈر ۔ تو مار نہ کہے مثل اژدر

حکایت صیاد و اژدر بر سبیل تمثیل

سن یار جہان مین ایک صیاد ۔ تہا صورت سرو غم سے آزاد
دانا تہا بچہا کے روز ہی دام ۔ کرتا تہا طیور پہ انسکو دام
اک دشت مین جال جو بچہایا ۔ کاکل سا سیاہ کالا آیا
چاہا کہ اوٹہا کے ایک پتہر ۔ مارے اس اژدہی کے سر پر
بولا کہ نہ مار مجکو غافل ۔ من دیکہ کرونگا خوش ترا دل
پائی بہی نہا ہے جو تو بیچے ۔ کوڑی کو بہی لے نہ کوئی تجہسے
صیاد اسیر دام تدبیر ۔ سنتے ہی تو ہو گیا یہ تقریر
لالچ کا جو ہاتھ باز آیا ۔ ذی عقل تہا پر نہ باز آیا
منہ جال کا اسنے کر دیا وا ۔ تو چہوٹتے ہی اژدہا یہ بولا
بتلا کہ تجہے کہان مین کہاون ۔ کس عضو کی راہ خون چاٹون
تو عقل کے طوطے اڑگئے صاف ۔ بولا کہ ہے کوی یہ بہی انصاف
نیکی کا عوض کہین بدی ہی ۔ مجبور ہون اس سی جو بدی ہی
بولا وہ کہ ہے یہی زمانہ ۔ الٹا ہے تمام کارخانہ
باور نہو پوچہہ لے شجر سے ۔ ہیون کی زبان خشک و تر سے
پہل کہاتی ہین سایہ پاتی ہین سب ۔ ثمرہ ہین دیتے کاٹ کر کب
اسمین روباہ اک گذری ۔ حیلے سے بنی حکم یہ لومڑی
اندر گیا کیونکر اسکے اژدر ۔ یہ دام تو مختصر ہی یکسر
یہ سنکے وہ مار پیچ کہا کر ۔ سنہ پا کے کہلا گیا پہر اندر

صیاد نے ریسمان کو کھینچا
لاسے سے کچھ دیا دلاسا

ہے قول نسیم کا نکالا لا
کالے نے من اگلنے کا لا

راہی ہوا لعل ہاتھ آیا
شادان ہوا جیسے لال پایا

بات اہل غرض کی مانا کیا
تلچھٹ جو ہوا اسکا چھانا کیا

کہنے لگا دیو سب بجا ہے
مین سحر جو بلا و جان کیا ہے

کچھہ سو چکے اسنے اسم پڑہکر
واظرف کا منہ کیا سراسر

پھر شکر ادا وہ کرکے پکر
آرام سے کاندہے پر چڑہا کر

رخصت ہوا وہ تو ظلمت شب
کافور سحر نے میٹ دی سب

پھونکا اسپر جو اسم اعظم
تو سنگ سے بنگیا وہ آدم

ملکر ہوے ہمدگر بہت شاد
پھر راحت جان کے حسب ارشاد

بولا گھبرا نہ جی مین اصلا
من منہ سے دکھا او گل کر اپنا

تو مار کے اسنے ایک پتھر
دونو کے کچل دئے وہین سر

ہوتا نہ اگر نصیب یاور
تو لے ہی چکا تھا جان اژدر

نیکی کوی کیا کرے کسی سے
بچتا ہی نہین کوی بدی سے

جس اسم سے چھوڑ لگا تو مجکو
وہ یاد رہے گا کیا نہ تجکو

تو اس سے دھوان نکل کے پھیلا
سمٹا تو وہ دیو تھا سراپا

پہنچا کے سیہ جزیرے بولا
جا ہی یہ غلام ہو جو ایما

تو وہ نظر آئی اسکو مورت
مقصد کی نہان تھی جسمین صورت

پہچان کے اوسنے سر جھکایا
شہزادے نے سینے سے لگایا

سختی سے پری کو بھی چھڑایا
آدم کا کمال بھی دکھایا

صورت اصلی پاکر آفت جان کا راحت جان اور جان نثار کو باغ مین کہنا

پھر آئی ہے اب بہار ساقی
پھر ہوئے ہین بادہ خوار ساقی

پھر بلبل خامہ تر زبان ہے
یوان پردہ در رخ بیان ہے

اب رہیے چمن مین دونو چلکر
گلزار مین پھول ہون تو بہتر

بولی نئی چال مین چلونگی
راضی انہین ہر روش کرونگی

بولا کیا جو ہوی نہ خرسند
بولی یہ خلش رہیگی تا چند

بولا کب تک کہا چھپکر
بولا بہتر تو کھول کر پر

وہ بولی کہ تو کہان تو بولی
کچھ مین نہین ہے وہ آدمی ہے

تو گل کی روش ہوئی مین خندان
پایے سر پر کھڑے سلیمان

فرما کے کرم کیا یہ ارشاد
تجکو بخشا یہ آدمی زاد

پھر رنگ بدل رہی ہوا ہے
پھر پھول کے ساقیا ہوا ہے

سختی سے پری رہائی پاکر
بولی ممنون ہون مہر پر

بولا شہزادہ مسکرا کر
پھر رنگ نہ لا ہے تیری مادر

بولا کوی نکلیگی نہ امید
بولی ہے دید گل مجھے عید

بولا جب تک ملے نہ وہ گل
بولی اب کچھ نہین تامل

دونو کو اڑا کے لیگئی گھر
مادر کو کیا سلام جاکر

رحمت کی ہوا ہوئی پریشان
جلتی پھرتی جو آئی زندان

پڑھکر جو انہون نے کچھ کیا دم
تو مین تھی پری بشر تھا آدم

لائی یہ زبان پر جو دختر
تو بولی ہے نصیب مادر

خود آئے جو حضرت سلیمان | فرما گئے جو ہے عین ایمان
ہم ہین نبی جان جان کیا ہے | ہر حکم سے پہرین سر پہرا ہے

بہتر ہے کہ جلد عقد ہو اب | مسرور ہو باب شاد ہون سب
بولی وہ ابھی نہین یہ ممکن | آجائیگا اسکا بھی کوئی دن

آئیگی بہار غم مٹے گا | ہو جائیگا غنچہ ایک دن وا
دے فصل نہ شاخ و پہل دی بار | بیوقت نہ ہو بہار گلزار

یہ سنکے اجازت اُس سے لیکر | آئی طرف چمن گل تر
دیکھا کہ ہے خشک ابر تہا بار | ہے تیغ زبان خار پر دار

سوتے ہین صوت سب برابر | ہین چادر ریگ اوڑہے یکسر
لے گئی خزان نے پاجامے | فوارون کے لوٹے ہین حرانے

کانٹے نکلے ہر ایک جا ہین انبار | بڑ پہل ہین شجر جو تہی ثمر دار
پیدا نہین ناس کو اناس | ہین آم سے عام و خاص اُداس

کیلا ہی نہین ہے گم اکیلا | آسیب بہی کو بہی ہے پہنچا
بیری کو ہی بیری لیگیا کاٹ | لیمو کو کوئی بلا گئی چاٹ

کالا منہ فالسے کئے ہین | فی النار انار سب ہوئے ہین
گودے مین نہین ہے نام کو رنگ | نارنگ ہے نزد اہل فرہنگ

میٹھا نظر آئے کیون نہ کہٹا | ہر داغ سے آبرو مین بٹا
پہنچے جو ترنج دیکھکر رنج | مرغان چمن ہون کیا نوا سنج

پژمردہ ہے بیچہوئی ہر اک بیل | بیلی کو چھوئی موئی کا ہے کھیل
سبزہ پامال ہے سراسر | سو یا کہین سو رہا ہے جاکر

پالک کا کہین نہین پتا ہے | آغوش عدم مین پل رہا ہے
خشبو نہان تہ زمین ہے | لونا کی ہے باغ کی نہین ہے

مہندی مٹی کی آڑ مین ہے | افسوس چنار بہاڑ مین ہے
سوکہی ہوئی گل کی پنکہڑی ہے | ٹیٹو کی زبان نکل پڑی ہے

تبدیل ہے رنگ رخ گلون کا | اترا ہوا منہ ہے بلبلون کا
ہین تنگ فسردگی سے غنچے | رکہتے ہین نہان ہزار شعلے

ہر سو نظر آتی ہے اُداسی | ہر تازہ کلی ہوئی ہے باسی
پژمردگی چہا رہی ہے سب پر | اُجڑا ہوا باغ ہے سراسر

وہ باغ جو ثانی ارم تہا | وہ قصر جو غیرت حرم تہا
بلبل کی جگہ ہین زاغ اسمین | جز داغ نہین چراغ اسمین

بہر لائی یہ دیکھتے ہی آنسو | پہر دلیو دن پاینا پا کی قابو
یہ حکم دیا دکہاؤ نیرنگ | آجائے چمن مین پہر وہی رنگ

پہر نوک کی لے تر وسے ہر خار | دامان جنان ہو صحن گلزار
پہر موج نسیم لہر آئے | غنچہ غنچہ چمن کا کہلجائے

پہر رنگ چمن مین آئے گرمی | پہر خندہ گل گرائے بجلی
پہر ہو وہی گلشن نگارین | ہم نقش نگار خانہ چین

کہنے ہی کی دیر تہی کہ دیکہا | گلشن ہی محل ہی روح افزا
سوسن پہولی زبان پہ لائی | آئی آئی بہار آئی

غنچون نے چٹک کر دین دہائی | بڑہ کے سنبل نے لین بلائین
خوش ہو گئی ہنس پڑی گل تر | شبنم کے گہر گئے نچہاور

جوبن آیا رخ سمن پر | نہرین جاری ہوئین سراسر
فوارون نے بارش گہر کی | ہر ایک روش چمن کی تر کی

سبزی کی روش فضا ہوئی فرش
دکہلائی عمل نے شوکت عرش
اس قصر مین شاہ لاکے رکہا
اس برج مین ماہ لاکے رکہا

کیا تہی وہ اس سے طالب وصل
عذر سابق تہا باعث فصل
آخر ہوئی مستعد وہ اسیر
لاے آرام جان کو جاکر

جو کاج کہ موجب خلل ہو
جو قصر کہ رنج کا محل ہو
وہ ہاتہون سے اپنی پائی تعمیر
ہیہات ہے اسکا نام تقدیر

مشہور ہے یہ مثل ہے جو ہے کی سوت
دی جسکو خدا تو اسکی ہی سوت
طرفہ ہے کہ خود ملاے لاکر
بے آگ جلاے جان یکسر

درویش بنکر آفت جان کا جان جنان جاکر آرام جان کو لاکر راحت جان سے ملانا

سر آفت جان کے بہی آفت
جب آہی پڑی تو باندہی ہمت

ساقی نے بدل کے اپنی ہیئت
دکہلائی نئی ادا سے صورت

یعنی جو بہم پری نے جانا
پہر جان جنان کو فرض جانا

نیرنگ دکہایا پہر تو طرفا
ملبوس بہ رنگ رنگ بدلا
دی تاج سے اپنے سر کو زینت
کی پست کلاہ مہ کی رفعت

سر سے وہ دوپٹہ پاک کی بہی
اک صندلی رنگ کی قبا بہی
بل بالون مین جو پڑے ہوے تہے
کاکل کی مثال لٹکے اڑکے

دانا ہی سے سبحہ موتیون کا
درویش صفت گلے مین ڈالا
ہر دانہ ستارہ بہر دانا
سو طرح کی آبرو مین ڈوبا

حق بینی کو آنکہ روزن اسکا
ڈورے سے شعاع خور کا رشتا
رومال نفیس زینت دوش
دل ذکر مین محو سعی خاموش

بولا شہزادہ کیا ہے یہ رنگ
نیرنگی روزگار ہے دنگ
ہر روپ ہے کہیل تیرے آگے
ہین شعبدے ہیچ جو دکہاے تہے

یہ نقل ہے اصل جس سے شرمائے
یہ فرق ہے شاخ جسمین لگجائے
یہ وہ ہے بناؤ جو نہ بگڑے
ہون لٹ کے ستارے مین نہ بکہرے

جوبن بہی نثار ہے فدا ہے
بڑہ بڑہ کے بلائین لے رہا ہے
آنکہ آئنہ کیا ملاے تجہسے
تو برق ہے کیا بنے آئی تجہسے

ہر چند کہ اب جدائی ہے شاق
مانع ہے مگر مرا ہی میثاق
لیکن ہے اگر خدا کو منظور
تو دور ہے پہر کچہہ نہین دور

تو غیر سے جاکے واپس آئے
کیا سیر ہو جو اسے بہی لائے
آرام ہے جو دل حزین کا
انداز ہے جسمین حور عین کا

دی پہر نشانی جو انگوٹہی
سمجہی خطا قول پایا مہری
پہر تو بو کی مثال اڑکر
پہونچی جان جنان سمن بر

ہر برج مین اس قمر کو ڈہونڈا
ہر برج مین اس گہر کو ڈہونڈا
لیکن نہ کہین سراغ پایا
ہر قصر مین گل چراغ پایا

پہر سوے چمن نظر اٹہائی
تو بوے گل مراد آئی
بے کہٹکے پہر اندر اسکے جاکر
پہرنے لگی وہ روش روش پر

جب کر چکی سیر ادہر ادہر کی
اک نخل کے زیر سایہ ٹہری
اتنے مین سہانا وقت آیا
جوبن کیطرح ڈہلا جو سایا

ڈنکے نے چمن مین دہوم ڈالی
آواز نقیب نے نکالی
شور اٹہتے ہی طرقوا کا فی الفور
زخم گل باغ کہل گیا اور

پھر ماہ وشون نکے آئی دستے — پھر یون نکے لگے پرے گذرنے
آئی تو پری نے دل مین جانا — پر شور اسی سے ہی زمانہ
ہی جسکی ہوا وہ گل یہی ہی — پر کیف ہی جو وہ مل یہی ہی
کیا حسن ہی دلفریب عالم — کیا ذات ہی افتخار آدم
پہنچی جو خواصون تک یہ آواز — کی مرغ نظر نے سب کے پرواز
ہر اک نے جو بحر حسن پایا — پانی منہ مین وہین بھر آیا
دل لیگئی سب کا شعبدہ باز — پہلو چیرا ہوتی نہ آواز
شہزادی تو مرد کی ہی دشمن — قید اسکو کر گئی ہے کے بدظن
اسمین جو ذرا سا کا ہوا دار — شہزادی کی آنکھ یہی ہو جائے
پوچھا کیون بیٹھے ہو کر چلے آئے — کچھ بلبل زار سے نہ شرمائے
کس شجر کی شاخ بار ور ہو — کس تاج گدائی کے گہر ہو
بولی یہ پری نہ اتنا اتراؤ — مانا تمہین گل ہو جبین شرماؤ
ہونے کا ہوا جو حکم آکر — پھر تفریح ٹھہرے دم بھر
دی طرز ادا سے گفتگو نے — تانیث کی بو تو مسکرا کے
خود جا کے در خزینہ دیکھا — پر [illegible]
زن ہونے مین شک رہا تھا — [illegible] مین
موقع جو پری کے ہاتھ آیا — [illegible] ین کو بلایا
تقریر کا سحر کر گیا کام — [illegible] ما ہوئی وہ گلفام
پہنچا جا تک جو شوق [illegible] — [illegible] مین جو ذوق اسکا
لو آنے [illegible] — جو حسن مین مہر سے ہی وہ چند
جوگی اگر [illegible] — پھر تو خاکا اڑائیگی وہ

پھر ایک حسینہ رشک گلزار — سر حلقہ و زینت [illegible]
اس فتنے سے ہی بپا قیامت — ہی خانہ دل [illegible]
وہی پھر تو صدا خدا کی قدرت — آدم کو ملی پر [illegible]
صدقے ہے ادا فدا ہی غمزہ — بسمل کی طرح [illegible]
آیا نظر اک جوان رعنا — گل چہرہ و رشک [illegible]
کرنے لگین ہمدگر اشارے — اڑنے لگے آ [illegible]
کہنے لگین ہی یہی تاسف — زندان کا [illegible] یون
آفت کی طرح یہان سے ٹلجائے — اللہ کرے [illegible] ئے
دیکھا کہ ہی اک جوان زیبا — گذرانہ [illegible] زن کا
کس گل کی کہو تمہین ہوس ہے — [illegible] مین کی بس ہے
تسبیح کے دانو نکی طرح [illegible] — [illegible] پڑھتے رہتے ہو برائے
درویش ہین کر [illegible] — پر حبہ دل مین اپنا گھر ہی
دربان ہے [illegible] — آئی تہین باغ مین ہوا کیا
سا [illegible] مین لا کر — بھیجا حمام روز دیگر
[illegible] جائے و سواس — نا شگفتہ گھر بنا تھا الماس
[illegible] واسطے لی ہی یہ فقیری — تا تھہ آئی ہی کب سی دستگیری
عاشق ہو مین اس بشر کی بولی — جو جان ہی جملہ انس و جان کی
کرنے لگی پھر تو یون تقاضا — دکھلاؤ وہ بت ہمین خدارا
تو آئی بہانہ کر کے گھر کو — پہنچائی خبر یہ بیخبر کو
اب تم بھی اتارو جوگ اپنا — سمجھو کافور روگ اپنا
مانند سوال رد کے قابل — سمجھے گی تمہین وہ ماہ کامل

ست با نہ لباس تم پہنکر رہنا بالائے بام شب بہر
یہ کہہ کے پہر ایک تخت لیکر پہنچی تو وہ منتظر تہی یکسر
جب شب ہوئی لیکے اسکو ہمراہ شہزادے کے پاس آئی وہ ماہ
وہ دیکھنے کی نہ تاب لایا ہونے کیطرح اسے غش آیا
سوتا ہوا پایا اسکے پاس جاکر بیٹھی وہ گلبدن جو دم بہر
بو کر گئی کام لخلخے کا منہ پر دیا آب رخ نے چھینٹا
تو وا ہوئی اسکی چشم وال تک پیدا ہوئی جس سے خور کو چشمک
بیٹھی نظروں سے پہر جو دیکھا اس شیرین ادا کے دلکو کھینچا
مائل ہوئی دیکھتے ہی وہ بھی در پردہ آل آہ سحر دہ پہنچی
یہ قابل دید تہا نظارہ آنکھیں لڑیں دل ہوا دو بارہ
چکھا مزہ شہد کی چھری کا پاس آنے میں تہا ہی تو میٹھا
چاہا اسنے کہ ڈالدے ہاتھ ہیہات قوا نہ دیتے ساتھ
ہوتی کیا دست و پا میں قوت سر تا بقدم بنا تہا حیرت
محو رخ دلفریب تہا وہ ضعف دل ناشکیب تہا وہ
کیونکر اوسے پند آتے رونا پا کر در یار سے جو پیاسا
آخر یہی دل کی لین حسرتا ہمراہ پری وہ ہو کے رخصت
گہر آئی مگر وہین رہا دل تڑپا کی مثال مرغ بسمل
معشوق بھی مبتلا ہوا لو ہی تیر تو ایک بہر جگر دو

دل کی لگاوٹ سے آرام جان کا دوبارہ آنا بوس و کنار ہونا پہر عقد ہونا راحت جان کا آفت جان سے

وہ سے مجھے جھپا ساقی ساغر میں رہی نہ خم میں باقی
ہی دختر رز کی تاک منظور بند ہی ہو زخم دل کا انگور
سر شار ہی خامہ وقت رفتار وصلی کو وہ کر رہا ہی یون پیار
دل نے جو کیا بہت تقاضا تو دوسری شب وہ ماہ سیما
کہنے لگی یون پری سی ہنسکر دیکھیں چلو دور سے ہی دم بہر
سنتے ہی وہ تخت پر بٹھا کر لائی تو یہ بیقرار و مضطر
وا چشم سے کیے مثال اختر کہتا تہا نصیب سے چمک کر
کیون رہگیا تو چمک کی اکبار ہو میری طرح ہی تو بھی بیدار
اسمین تخت اک ہوا سے اترا ٹوٹے جیسے فلک سے تارا
آن زہرہ و مشتری کو اک جا پایا جو نظر اٹھا کے دیکھا
انگار سے پہ مثل کبک لپکا گرد مہ بنگیا وہ ہالا
دانائی سے لیکے ہاتھ میں ہاتھ مہتابی پہ لیگیا اسے ساتھ
پہر لون ہی وہ تا سہری لایا پہلو میں مثال دل بٹھایا
نقشہ جمنے لگا خوشی کا پردہ اٹھنے لگا دوئی کا
پایا جو پری نے طور بے طور کچھ سوچکے ہٹ گئی وہ فی الفور
تہا وہ ماہ رو جو پانی ہونے لگی پہر تو ناتہا پانی
ہر چند ہٹی پر اسنے اینچا جذب دل پر ہوس نے کھینچا
جب تک وہ نہیں نہیں کیا کی بڑھتی گئی شاخ مدعا کی
بوسے لیے چھاتی سے لگایا ہاتھوں نے انار تازہ پایا
اف اف تہی ادہر ادہر تہی سسکی کہتا تہا یہ عشق شرم کسکی

کہتی تہی حیا خدا سے ڈرنا
جو کام ہے بد کبہی نہ کرنا

جہگڑا ہو جو چاہ مین حیا بیز
کیون نکلے نہ شاخ مدعا تیز

الماس گہر سے تہا ابہی دور
غنچے سے ابہی صبا تہی دور

برہم ہوی اتنے مین وہ اکبار
بل کہا ہی مثال زلف خمدار

گہبرا گیا پہر تو عاشق زار
کہنے لگا مین نہین خطاوار

مان ہو دل مضطرب کی تقصیر
تہوڑی ہی بہت جو کچہہ دو تعزیر

پہر قصہ درد کہہ سنایا
تو اوسکے بہی دل مین رحم آیا

بولی کہ یہ مانا تم ہو عاشق
پر مین بہی ہون دلبر و مین صادق

یہ عہد ہے جز تمہارے شوہر
کرنیکی نہین مین بندہ پرور

مان باپ کے اختیار سی جبر
ہو گا تو نکر سکونگی مین صبر

سر پہوڑ کے اپنی جان دونگی
زندہ نام وفا کرونگی

اپنی یہ دعا ہی جز تمہارے
جو چاہے وہ ہو لحد کنارے

جو آنکہہ پڑے وہ پہوٹ جاے
جو ہاتہہ لگے وہ ٹوٹ جاے

تم سے بہی نہو گا عقد جب تک
عقدہ وا ہو گا یہ نہ تب تک

اتنے مین دیا پری نے آکر
مے سے لبریز کرکے ساغر

دونو نے ہنسی خوشی باہم
ساغر پئے دور ہو گیا غم

کچہہ دیر رہی یہ گرم صحبت
پہر دونون ہوئین وہان سے رخصت

جب صبح ہوئی تو آفت جان
اوس مہ کی نظر سے ہو کے پنہان

بولی شہزادے سے یہ آکر
صد شکر یہ دن ہوا میسر

جو تمکو ملا تمہارا محبوب
وعدہ بہی کرو وفا تو ہی خوب

کب تک مین اٹہاؤن بار فرقت
جہیلون کب تک بہلا مصیبت

پہر راحت جان کی پاکے مرضی
مان باپ کو اونہے یہ خبر دی

راضی ہی نکاح پر وہ گلفام
اب اسمین نہین ہی دیر کا کام

سب نے خوشی سی کردی شادی
آدم کو پری خدا نے بخشی

راحت جان کا نامہ لکہکر بلانا آرام جان کو خواص سی حال عقد آفت جان کا سنکر برہم ہو کر جواب نامہ لکہنا عیاری آفت جان سی دن شادی کا مقرر ہونا

یون سینہ کلک چاک ہو کر
لاتا ہی گل مراد باہر

چوتہی کی بہی رسم ہو چکی جب
مہمان جو آئے تہے گئے سب

تو راحت جان پری سی بولا
شادی کا الم ہی غم ہی اسکا

لی تمنے خبر نہ اوسکی جاکر
وہ صورت برق ہوگی مضطر

بولی یہ پری کہ میرا جانا
فی الحال وہان نہین ہی اچہا

وہ دیکہہ کے ہوگی مجکو برہم
پڑ جائیگا راستی مین پہر خم

تخت اور پری خواص بہیجو
نامے مین مجہے مریض لکہو

کچہہ سہہ چکے وہ اٹہا کے خامہ
لکہنے لگا اضطراب نامہ

نامۂ اضطرابیہ عاشق کیجانب سی

ای گوہر درج پارسائی
وی اختر برج دلربائی

ای ماہ فراز تخت خوبی
وی مہر سپہر خوبروئی

ای بحر صفا و شعلہ طور
وہی چشمۂ نور چشم بددور
انکہین بجدا لگی ادہر ہین
تکتی تارون کیطرح جو ہین

ہی خواب کی جا خیال تیرا
پتلی کی جگہہ جمال تیرا
وہ وعدہ وعید باعث عفت
وہ لطف غضب لحاظ حالت

وہ ترچہی نگاہ قہر آمیز
وہ بانکی ادا قیامت انگیز
وہ باعث شرم تن چرانا
دزدیدہ نظر وہ مسکرانا

واللہ مری نگاہ مین ہی
اب واہ کا لطف آہ مین ہی
نالے نے لگائے ہین نئی پر
خوش صور کا ڈہنگ ہی اوڑا کر

دعوی ہی یہ جان لونگا دم مین
امید کر آؤ لگا نہ دم مین
سوگند تری نہال قد کی
سوگند بہار باغ خد کی

سوگند جبین پر ضیا کی
سوگند نگاہ پر حیا کی
سوگند لب گہر فشان کی
سوگند دہان غنچہ سان کی

آئی نہ اگر تو جان دونگا
یون جام وصال کا پیونگا
بیمار پڑی ہی آفت جان
دیکہہ لے کے تو ای مسیح دوران

آگے لکہتا ہون تو تقطیر
دیتا ہون قلم پر اب قط تیز
شنجرف سے خط کے پر اپنا
پہر اس لئے اوسنے نامہ لکہا

تا خون فشانی کی شہادت
دی حرفونکی خود بخود ہی صورت
پہر ایک خواص کو بلایا
نامہ دیا سب پتہ بتایا

وہ نامہ و تحت لیکے پہنچی
اُس جا کہ جہان تہی شاہزادی
پایا اوسے منتظر سراپا
قاصد کے رہا نہ دل مین ڈہرکا

نامہ دیا پہر تو آگے بڑہکر
بولی باکر اوسے مکرر
غنچے کی روش کبہی ہنسو بہی
لائی ہون یہ تحفہ مین پتا بہی

وہ نامہ جو منتظر نے پایا
بوسہ دیا آنکہون سے لگایا
پہر حرف بحرف پڑہ کے پوچہا
ہی آفت جان کا حال کیسا

مطلب سے وہ خط کی تہی نہ آگاہ
کیا چلتی سوائے راستی راہ
بولی کہ بفضلہ تعالے
شہزادے کے شا تہہ بیاہ [illegible]

فی الحال ہوا ہی شاہزادی
دو دن ہوئی جو ہوئی ہی جو تہی
سنتے ہی کمال غصہ آیا
شادی کے بیان نے غضب ڈہایا

پہر خامہ اُٹہا کے چند فقرے لکہے
لیکن غیظ مین آگئی اتنے

عتابیہ جواب نامہ معشوق کیطرف سے

ای حیلہ گر و بہانہ جو سے
وہ شعبدہ باز و تند خو سے

ای تیرہ درون و ماہ رو سے
وی مار فسون نقشہ مو سے
سرخیل رہ خلاف پیمان
سرتاج ہمہ دروغ گویان

کسواسطے کی خلاف تحریر
مٹتا نہین سچ ہی خط تقدیر
مین پہلے ہی کہا گئی تہی دہوکا
گر ڈہیٹی تہی [illegible]

اب اپنی جوانی کی قسم ہی
ملنا ترا میرے حق مین سم ہی
بیفائدہ کیون تو جہوٹ بولا
قاصد نے ترے ہی [illegible] کہولا

ہو جہوٹے گہر کی آبرو کیا
قرطاس کے پہول مین ہو بو کیا
کیون جی ہی اسیکا نام الفت
جو عیش ہی مین بسر ہو عشرت

ہو بزم نشاط دشت وحشت
ہو چاک جگر در مسرت
سہرے کی لڑی ہون اسکے گلکا
زنہار گلے کا غم نہو مار

ہو رنگ حنا کی خون دل سے
شاہانہ پیرہنہ گی ہو جامہ
سرخی سے لکھا جو نام پایا
تحریر کی اب رہی نہ حاجت
پاتے ہی جواب وہ ہوائی
بگڑی وہ نہین بگڑ گیا دل
چڑھتی ہی نہون مین حباب اسکے سہرے
دیکھونگی جو مین کہ بنگیا کام
خود جاسکے توڑ الا سایہ اسپر
اتنے مین وزیر زادہ پہونچا
پر قصر [illegible] مین جیسی وہ جا پہونچا
اک دیدیا عہد نامہ لکھکر
پھر شور کی راہ سے وہ جیا
صحت ہوئی رنگ سے ہوا ور
سنکر یہ کہا پدر نے اسکے
تو ساتھ ہے اسکی [illegible]
نسبت ہی [illegible] باہم
وہ رنگ بہار [illegible] شگوفہ
بولا [illegible] مین جسکو
آخر اکدن کہا [illegible]
[illegible]

لٹنے کی مثال نالہ نکلے
شادی کا الم بنے بہانہ
شاہد اک خوب ہاتھ آیا
القط ہوی یک قلم کتابت
صرصر کی مثال دم مین آئی
خجلت سے زمین مین گڑ گیا دل
پہنچے کوئی طبیب بنکر
اترونگی تو ہوگا اسکو آرام
ساتھی کو پڑھا دیا سراسر
بولا وہ ہے یاد مجکو نسخا
اس ماہ لقا کا بیاہ کردیں
قسمین کہائین پھر اسکے آگے
ہونٹونکو لگا ہلانے ہر بار
بیٹھی اٹھکر وہ غیرت حور
ویسا ہی کرینگے جیسا کہئے
تشویش کا ہی محل نہ اصلا
دونو مین نہین ہے کوئی بھی کم
وہ گل ہے اگر تو یہ ہے غنچہ
ورنہ ہوتے ہم ایسی [illegible]
بولا خلعت بھی اسکو دیکر
آیا خوش خوش محل کی باہر

سہرا پیچ دیوان بنا ہو دل کا
در پردہ مین اب یکون [illegible]
جانا تو بنا ہوا ہے دولہا
یہ لکھکے دیا کہا نہ آنا
مضمون کسطرح وہ پیچ کہا یا
غمگین اُسے پاکے آفت جان
پہلے قول اسکے باپ سے بولے
ہمراہ وزیر زادہ آخر
پڑھتے ہی پری کا سایہ فی الفور
کرتے ہی عمل یہ ہوش مین آئے
مان باپ نے زندگی ہے پائی
تو اونسے کہا یہ جا کر
سنتے ہی [illegible] اپنا سا
خوش پاکے وزیر زادہ بولا
شہزادہ کا تب وہ لاؤ [illegible]
فارس کا ہی شاہزادہ [illegible]
وہ چاند اگر تو ہے یہ زہرہ
وہ شاہ مین ہون وزیر اسکا
اس وجہ سے مند کسیکا کہا
اس روز کی شب مین جیسے [illegible]
تو آفت جان ملی یہ بولی

اسپر ہو یہ دود آہ [illegible]
ہو آفت جان تجھے مبارک
مہندی کا نہین ہے رنگ چھوٹا
بھولے سے بھی یاد اب نہ لانا
خط پڑھکے زبان پر یہ لایا
بولی کہ نہ آپ ہون پریشان
مصروف علاج ہو [illegible]
پھر کھولے ادھر اٹھی وہ [illegible]
حالت ہوی اس پری کی بہتر
تسکین ابھی یہ ماہرو پائے
مطلق نکیا انہونے [illegible]
حاضر ہوا جان نثار در پر
پھر [illegible] مریض کے اٹھایا
پھر [illegible] کہ وعدہ بھی [illegible]
بولا کہ [illegible]
[illegible] شاہزادی
وہ لعل ہے تو یہ ہے [illegible]
وہ ماہ مین ہون اسیکا ہالا
دختر جو یہان سے لیکے جانا
مختار ہو تم برات لاؤ
سنکر [illegible] گرہ یہ جسکے [illegible]

اب چلیے اُسے بھی خوش کریں ہم
چھیڑیں بھی مبارکی ہی ہیں ہم

القصہ کہا اُنہوں نے آکر
لو بیاہ کا دن ہوا مقرر

خوش ہو گیا سُنکے عاشق زار
کہنے لگا دن وہ نیک کردار

اچھے جو دن لگن کے آئے یکسر
تو وصل کا دن ہوا مقرر

شادی ہونا راحت جان کی ساتھ آرام جان کے دھوم شادیکی سُنکر راجہ اندر کا عین برات کی رات آجانا سب کا قصور معاف کرکے شریک ہونا برات میں

شادی کا بیان ہے جو منظور
نوشاہ قلم کے منہ پہ ہے نور

قطرات کا سلسلہ ہے سہرا
تحریر دلہن تھی وہ دولہا

مقنے کا پہنتے ہی یہ زیور
نقطوں کے وہ پھینکتا ہے گوہر

یہ مقنع لفظ میں ہے پنہاں
شنجرف کی تختی سے وہ شاداں

یہ چشمہ صاف میں نہائی
سیلاب سے اُسنے آب پائی

داماں حروف اسکی چادر
رومال کی جا پر اُسکے منہ پر

جلوے نے لیے دلہن بنایا
بن ٹھن کے بنے نے منہ دکھایا

یوں چہرہ دکھاتی ہے یہ اپنا
گویا ہے وہ یوں بنا ہے طرا

تھی حسب بشر گلے کا جو تار
گذرا نہ پری کو بیاہ کا خار

دل نے اُسے کر دیا تھا مجبور
شہزادی کی تھی خوشی جو منظور

ترتیب دی ایک بزم عشرت
بجوائی خوشی کی ساتھ نوبت

قرنا کی صدا نے دھوم ڈالی
سہرے وہ زمیں سب اٹھا لی

نقارونپہ پڑنے جب لگی چوٹ
نقارہ چرخ ہو گیا لوٹ

پریوں نے مبارکی دی آکر
تا چین گا تھیں سمجھ کے سب گھر

آئی جن کو بشر پری زاد
محفل کا اٹھا کہ خط ہوئی شاد

ہر ایک نے عطر پان پایا
رنگ اپنا نشاط نے جمایا

جلسے ہوئے نادر زمانہ
شہرت کے سبب بنے فسانہ

رفتہ رفتہ خبر یہ اڑکر
راجہ اندر کو پہنچی آخر

[illegible] میں شوق دلہن
تیری باتو تھیں وفوق دلہن

مشتاق وہ یوں تو تھا بالکل
پر لال بر نگ آتش گل

اک دم میں ہوا اسکے بلو پا پر
پہنچا محفل کے اندر اندر

پر لو نمیں رہی نہ جان مطلق
منہ آفت جان کا ہو گیا فق

باپ اُسکا گرا قدم پر آکر
ظاہر کیا سارا حال دختر

رحم آگیا اسکو حال سنکر
فرمایا کہ بیٹھ اپنی جا پر

شہزادہ پھر آیا کی مکافات
سر پاؤں پہ رکھکے بولا ہیہات

اک کاش نہ ہوتی میری شادی
جو منہ نہ دکھاتی نامرادی

مشکل اُسکی ہوئی جو اُسکو مرغوب
کی عفو خطا سمجھ کے محبوب

پھر منہ کو چھپائے آفت جاں
آئی مانند بید لرزاں

کہنے لگا دیکھتے ہی راجا
کیا تجھکو سزا دوں تو ہی بتلا

شہزادہ کا جو نہ پاس ہوتا
تو تجھکو جہان سے میں کھوتا

پریاں جو جو یہاں ہیں ہو جو موجود
کرتا انہیں دم میں نیست و نابود

خیر اب جو مو گئی ہیں پریاں
تاچیں گا نہیں کریں وہ شاداں

مثل زر قلب پہر تو جلکر آگئے آتشکدے سے باہر
تا چے گانے کرے رضامند تو پاکے ہوا اس لشکر کو پسند

پہر رات برات کی جو آئے تو جان جہان کو چڑہکے جا کر
ہون ٹہاٹہہ زیادہ ہر طرح کے تا خوش ہو یہ مہمان ہمسے

دولہا اسے ہم بنا کے لیجائین پہر گہر مین دلہن کو بیاہ کر لائین
آرام جو پاکے ہو یہ شادان تو بہولے نہ عمر بہر پرستان

ساکت ہوا وہ یہ حکم دیکر حالت ہوی پہر تو نوعدیگر
پیدا ہوا اور ہی نیا رنگ محفل مین سبہا کا آگیا ڈہنگ

بیٹہے سب اپنی اپنی جا پر کم رتبہ کہڑے رہی برابر
اقبال و حشم نے سر جہکایا سب جمگیا بزم جم کا نقشا

بجنے لگا طبلہ اور سارنگ مہندی نے جمایا گا کی یون رنگ

غزل

مین سبز قدم ہون سرخرو ہون رنگ گل باغ آرزو ہون
ہون باعث نشۂ مسرت ہون جام کبھی کبھی سبو ہون

زینت کو ہی میری دم سی رونق مین دہر مین فخر آبرو ہون
کیا مجہسے جلن رکہیگا خورشید واقف نہین وہ شعلہ خو ہون

ہون شوخی رنگ شادمانی مشہور گل طرب کی بو ہون
جو سر نہ کہلے مری کسی پر گویا مین تو نکی گفتگو ہون

ہی ہوش مین اندرون خطاوار راجہ اندر کی موبمو ہون
اس رنگ سے اس پری نے گا کر راجہ کو جو خوش کیا سراسر

تو بیٹہ گئی وہ شاد ہوکر گانے لگی یون چمک کی گوہر

غزل

مہ اپنا غلام باوفا ہے ناہید کنیز لے ربا ہے
اختر مرے روبرو ہین بے نور خورشید کو رتبۂ سُہا ہے

زہرہ مری مشتری ہے دل سے ناخن مہ نو کا مدعا ہے
اللہ رے اوج حسن میرا نیّر کی مثال نقش پا ہے

اترائیگا میرے آگے کیا گل تلوونکو مرے لگی حنا ہے
گہونگٹ کی ہے جا حیا کا دامن مقنع مجہے حسن کی ردا ہے

ملبوس ہے سارا عطر آگین یہ میری عروس کی حیا ہے
ہر دم ہے غضب سے اسکی دہشت وہ بت ہوں جو مہربان خدا ہے

خالی ہون جو مین تو ہوش کیا دے توبہ کا تو در کہلا ہوا ہے
راجہ اندر کی پاکے مرضی وہ بیٹہ گئی تو شیرین اوٹہی

شیرین سخنی دکہائی یکسر یون اسنے غزل یہ گائی پڑہکر

غزل

ہر بات نکیون نبات ٹہری لو ذات جو میری ذات ٹہری
شیرین دہنی پہ کیا ہو غرّا دو روز کی جب حیات ٹہری

کیا لیل و نہار کو کہین یاد عصیان سے جو دن ہی رات ٹہری
جب مجہ مین ہو جلوۂ عروسی تزئین نکیون برات ٹہری

خوش گا کی کرے نکیون وہ [illegible] جسکی اسیر نجات ٹہری
سنکے اندر نے ہو کے شادان فرمایا کہ یہ ہے آفت جان

پہر تو دیوون نے صندل اوٹہا اسکو آتشکدے مین ڈالا
پروانہ شمع رخ جو تہی وہ اس آگ مین شوق سے جلی وہ

جس دل مین بہرا ہو سوز الفت
آتش کی وہ سمجھے کیا حقیقت

جو خود ہو بنی ہوئی سمندر
اخگر کو وہ جلا سکین نا گوہر

پہر کالہ آتش آب جو ہو
پہر آگ سے خوف کیا ہو اسکو

صندل کیطرح اگر نہ جلتی
کب سر سے بلا و درد ٹلتی

کافور نہوتا دود دل کا
ہوتا نہ چراغ داغ ٹھنڈا

اس سے جو نہ تہی جلن کسیکو
سب کہتے تہے اگ سر و کب ہو

جو آہ نکل کے وہ بھبھوکا
ٹھنڈی پڑین جنکو ہو جلایا

اتنے مین نکلکے ایک شعلا
کافور کے حوض مین در آیا

پہر نہر گلاب مین نہا کر
رقصان ہوا بزم مین سراسر

جو آلہ کہون جو مین بجا ہی
گھنگرو نہ سنا کہ ہر بجا ہی

کافور سے اعتدال پا کر
گہومی وہ مثال دور ساغر

وہ رقص کنان تہی اہل محفل
دکھلاتی تہے لطف رقص بسمل

جنبش مین ہر ایک عضو تن تہا
یا بحر جمال موجزن تہا

کج صورت شاخ گل کبہی تہی
پر جوش برنگ مل کبہی تہی

ہر سم کے تہا ساتھہ شور بیطور
سم کہانیکا مطربونکے تہا دور

عالم مین مغنیونکا تہا کال
بازار مین تہی غنا کی ہڑتال

بجتے ہوئے من لیتے تہے جو ساز
ناہید جیسی تہی مثل آواز

سازندونکی صاف تہی یہ نیت
آتی شوری تو ہو بری گت

ٹہیہ کیا اون سے راگ لاتا
ٹھیکے کا لئے تہے وہ اجارا

آواز بلند سے جو گائی
زہرہ مجرے کو جہک کر آئی

سن ہو گئے سنکے سب وہ گانا
خود راگنی یہ پری ہی جانا

تصویر ہوئے جو سننے والے
حیرت لگی آئنے دکہانے

ہر ایک تہا اسکے منہ کو تکتا
کل بزم کو ہو گیا تہا سکتا

لو سبکی لگی تہی شمع رخ سے
اک مہ کے بنے تہے لاکھون ہالے

بیخود تہے جوان پیر و اطفال
سب وجد مین تہو عجیب تہا حال

جب اپنے ہنر دکہا چکی سب
گانا تہا جو کچھ وہ گا چکی جب

تو لائی وہ یہ غزل زبان پر
باندہی اپنی ہوا برابر

غزل

پہلے ساقی شراب دینا
پہر غیرت آفتاب دینا

باقی ساقی سے کیا ہے ساقی
جو دینا وہ بیحساب دینا

ہو جائونگی خاک جلکے رکھ یاد
بہولے گا جو تو کباب دینا

مہتابی اوج پر چڑھا کر
ای ماہ تو آفتاب دینا

ان گندمی رنگونکو جو چاہا
جو جو کا پڑا حساب دینا

کب منع ہے دید مصحف رخ
واعظ تو ذرا کتاب دینا

عالم مین برنگ بو اوڑانا
رنگ گل آفتاب دینا

گویا طلب حیات ہی ہوش
اس بت کا مجھے جواب دینا

سنکر اندر جو ہو گیا شاد
تو بولی وہ یون کہ حسب ارشاد

چڑھنے کو ہے اب برات شاہا
پہنائیے یہ سہانا جوڑا

دولہ اندر لگا بنانے
پریان لگین شادیانے گانے

ہریالے بنے کا مچگیا غل
گاتی تہین یون جہوم کر وہ گل

مبارکباد

دولہا بنا ہو اب مبارک
شادی کی تجھے ہو شب مبارک

بولا سے لب جانفزا کے لینا
لاہی جو دلہن کو بیاہ کر تو
رخ پہ جو پڑا ہوا ہے سہرا
لڑیاں ہین کہ موج بحر رحمت
ٹہری ہی سہ عروس رونمائی
دولہا جو بنا چکا وہ راجا
دیوون نے حضور لائے سہرا
تا مین بالا ہی تخت پریان
رنگت نئی آب و تاب سب مین
جوڑا زیور دلہن کا نایاب
چلنے جو لگی یقین آیا
راہی ہوئی یون برات یکسر
جب باجے بجے تو گونجا گردون
نوشاہ وہان کا لینے آیا
چرخی نے دکھایا مہ کا ہالا
بالا سے فلک گئے غبارے
شہزادی تھی بیخبر سراپا
وہ ڈال چکا ہے ہاتھ مجھ پر
ہو خیر نہ سمجھے شہر کی نوبت
بولی چپکے سے کیون مضطر
سنتے ہی بدن مین جان آئی

ہوان وصل مین لعل لب مبارک
ملک کہین دوست سب مبارک

نوشاہ بنا رہے تو دائم
آمین کی آتی ہی صدا ہوش

سہرہ

ہین پھول کہ ہنس رہا ہی سہرا
کھلتا نہین کچھ کہ کیا ہی سہرا
چڑھتی ہی برات شور اٹھا
آگے ہوا سب جلوس بڑھکر
کیا تخت روان ہوی نمایان
بوہی گل آفتاب سب مین
جو دیکھے ہے اسکو آئی کھوآب
ہی تیر شہاب ایکا سا ہالا
جیسے جاتی ہی بو ہوا پر
دھوم اٹھی کہ بہرے کان گردون
خوش ہو کے محل تک اپنی لایا
مہتاب نے منہ کیا اجالا
مریخ و زحل ہٹے کنارے
کہنے لگی کیا ہی یہ خدایا
پھندے مین پھنسا چکا ہی یکسر
شادی مین نہ غم دکھائی قسمت
دولہا یہ وہی ہی ماہ پیکر
خوش دلہن ہوی مراد پاکی

قسمین کھاتے ہین اسکی گلرو
دیتا ہی یہ بو نشاط کی ہوش
پھر تخت جواہرین پہ راجا
روشن ہوی پنجتاخے ہر سو
پھولونکی ہزارون ٹٹیان تھین
گنگا جمنی سبو جے یکسر
راجہ اندر کی فوج ساری
دیوون نے اٹھا ہی تخت سہرا
نخوت تھی برات کو نہین یکسر
پہنچی جان جہان تک آخر
پھر تو گل آتشین نے کھلکر
چھکے نئے وہ مہین ستارے
سب دیکھتے یہ رہے تماشا
ناخوش ہو نہین اس جوان سے لیکن
مین اسکو بنا چکی ہون محرم
تھا یہ شش و پنج تھی وہ حیران
اب چین کرو مزے اوڑاو
بولی غصے سے پردہ معزور

تجکو رہے ظل رب مبارک
ہم کہتے ہین سنہ ہی جب مبارک
اس وجہ سے پڑھا ہی سہرا
جب سے سر پر بندھا ہی سہرا
رنگ گل مدعا ہے سہرا
لیکر نوشہ کو ساتھ بیٹھا
لیکر علم بڑھے پری رو
غیرت دہ گلشن جنان تھین
ہر ایک مین قند و میوہ تر
وردی رنگین پہنے بہاری
گھوڑے ہمراہیون نے شبہیر
رکھتے کیونکر قدم زمین پر
اس دھوم سے جو برات چڑھکر
دکھلا ہی بہار تازہ و تر
روشن ہوی ذرے سب زمین کے
جوڑا اندر محل کے پہنچا
ہی شام فراق کا وہی دن
تنہائی کا ہو وہی تو ہمدم
آکر اسنے مین آفت جان
ٹھنڈی رہو تم ہمین جلاو
کچھ خیر تو ہے چلو ہٹو دور

بہاتے نہیں جو چلے مجھ پہ یہ ۔ کیا ہو جو بہو لگی تجھے یہ
آئی تو شگوفہ ساتھ لائی ۔ غنچہ ہوا اور اسرا پائی

پہلے تو نے مزہ اوڑا یا ۔ اب تک یہاں بہی گل کھلایا
اسمین لینے کو اذن قاضی ۔ آیا تو وہ دلہن ہوئی راضی

آیا لیکن اُسے پسینا ۔ تہرایا تمام جسم کانپا
تہی خامشی جو گواہ اقرار ۔ تو مہر سکوت عین اظہار

پہونچا اونہکو وہ پہر وہانپر ۔ بیٹھی تہی جہان برات جاکر
نوشاہ کے ساتھ عقد باندہا ۔ فارس کا خراج مہر ٹہرا

دو دولہن نظر پڑی جگہہ جب ۔ دیدی رگ جان مین اک گرہ تب
وا کرنے لگی گرہ یہ عقدہ ۔ محکم الفت کا اب ہوا رشتا

پہر کہانے لذیذ کہائے سب نے ۔ شربت پیا پان پائے سب نے
جب بن چکی وہ دلہن سراپا ۔ پہولا نہ سما خوشی سے دولہا

زیور سے اُدہر جو حسن چمکا ۔ کندن سا ادہر بہی رنگ دمکا
مہندی جو اُدہر لگی تہی یکسر ۔ تو پہولی شفق ادہر تہی منہ پر

افشان تہی اُدہر جبین و رخ پر ۔ غم کو نہ ادہر جگہہ تہی تل بہر
دامان حیا اُدہر تہا ہمدوش ۔ کہولے ہوئے شوق ادہر تہا آغوش

رسمونکی ادا کا وقت آیا ۔ دولہا اندر گیا بُلایا
چنوائی نبات پان چہوائے ۔ کہلوائے وہ بل جو زلف مین آئے

مصحف پہ پہر آئنہ جہکایا ۔ دونو کو ملا کے منہ دکہایا
ثابت جو ہوا قران سعدین ۔ دونون کو نصیب ہو گیا چین

دل صورت آئنہ ہوئے صاف ۔ آنکہون سے کیا انہین کی انصاف
رخصت ہوئی پہر برات یکسر ۔ دولہا اپنے گئے گہر چہپا ور

پاکے ملک و جہیز بسیار ۔ گہر آگیا شاد شاد عیار
سینے جو نئی عروس پائی ۔ کی دیکے دلون کو رونمائی

پہر اپنے گہر ونکو سب سدہارے ۔ چہکے گردون پہ جب ستارے
پائی دولہا و دلہن نے خلوت ۔ چلنے لگا دور جام وصلت

یہ مست مئے ہوس وہ مخمور ۔ یہ سنگ جفا وہ جام بلور
یہ باد سحر وہ غنچہ سیرت ۔ یہ خار وہ آبلے کی صورت

یہ فضل خدا سے ابر دُربار ۔ دریا سے جہان مین وہ صدف وار
یہ صورت شمع اشک ریزان ۔ وہ جلوہ نمائے صبح خندان

الماس و گہر سے ہو کے باہم ۔ چہڑکی غنچے کے منہ پہ شبنم
دامن جو حجاب کا ہوا چاک ۔ تو ہو گئی بند چشم افلاک

ظاہر ہوا پہر بخط توام ۔ وصلی کے یہ دو ورق ہین باہم
ارمان جو نکلے مل کے یکسر ۔ تو سو رہے چین سے لپٹ کر

عین عروسی مین مرجان پری کا راحت جان کو اوٹہا لیجانا آرام جان و آفت جان اور جان نثار کا تلاش مین بصحرا نکلنا اور ایک جگہہ تہککر سونا

سنتے ہوئے آئے ہین یہی ہم ۔ ہر شادی و غم جہان مین توام
گلشن مین اگر ہنسا کوئی گل ۔ شبنم پڑی مثل اشک بلبل

غنچے کی روش رہا جو دل تنگ | پایا اوسے گل سا شاد و خوش رنگ
دعوے کی ہے یہ دلیل ساطع | ہونیکو تھا آفتاب طالع

جو آنکھہ دلہن کی ہو گئی وا | تو آسکے فلک سے ایک شعلا
گر کے نوشاہ پر جو اٹھا | تو صورت ضو تھا ساتھہ دولہا

پایا پہلو تہی تو رو کر | بولی منہ آنسوؤن سے دھو کر
شعلہ تھا ستر پر آشکارا | جو مجھکو بنا گیا شرارا

گل عیش کا کر گیا چراغ آب | لوہو گیا دل برنگ داغ آب
کیون خون بہا سکی نہ مہندی | کیون رخ کی جلا سکی نہ گرمی

زلفون نے کیون نہ کسلیں مشکین | پہوڑین مژگان نے کیون نہ آنکھین
تو نے سہرے پہ بلا نہ لے لی | اندھیر کیا شب عروسی

کیون کر نہ سکی تو کوئی تدبیر | کیون پاؤنکی بنگئی نہ زنجیر
اس جوہر کو کس نے رہ بتائی | مہتاب نے شمع کیون دکھائی

باد سحری بتا وہ تھا کون | اس گل کو اڑا کے لیگیا کون
غم اسکے خوشی مین دیگیا کون | ہے ہے مجھے لوٹ لیگیا کون

خلوت مین کوئی کدھر سے آیا | غنچے مین برنگ بو سمایا
خاموش کڑے چھڑے رہی کیون | منہ کھولے ہوئی پڑے رہی کیون

کیون گھنگرون نے اوسے نہ ٹوکا | گھنگرو منہ مین بھرے تھے وہ کیا
خلخال نے کیون نہ غل مچایا | سوتے ہوؤنکو نہ کیون جگایا

چھوڑی نہ بتانے پڑی کیون | چنپا کلی بند ہوگئی کیون
موتی تو یتیم تھے بچارے | پتھر ہیرے نے بھی نہ مارے

پہنچی کا کچھہ نہ قابو | جوشن نے پکڑ لیا نہ بازو
چھلو نکانہ کس لئے چلا جوڑ | توڑے نے نہ اسکا منہ دیا توڑ

کیون تب نہ کر سکا علی بند | ہو سکے مشکل کشا علی بند
مالا ہوتا گلے کا جو ہار | جانے دیتا اسے نہ زنہار

کیون طوق نہ ہو گیا گلوگیر | کیون ڈالی نہ پچلڑی نے زنجیر
بجلی نے گرائی کیون نہ بجلی | کس جا سے آرسی نہ چمکی

ٹیکے نے نہ کیون نصیب پھوڑا | کنگن نے نہ ہاتھہ کیون مروڑا
بالے نہ وبال کرتے کیونکر | بالا بالا گیا وہ یکسر

جتنی گرہین تھین سب گئین مڑ | دام گیسو نے کیون دیا چھوڑ
سرمہ کی سیاہی کیون نہ پھیلی | کالا منہ کر سکی نہ مسی

دیکھا نہ ابھی ہتا سیر ہو کر | جو ٹوٹ پڑا پہاڑ سر پر
بدلا نہ حنا کا تھا ابھی رنگ | جو قطرۂ خون بنا دلِ تنگ

زیور نہ ابھی ہوا تھا میلا | جو ہار پڑا گلے مین غم کا
اب ڈھونڈون کدھر کہانکو جاؤن | ہیہات مین کیونکر اسکو پاؤن

شمع سحری زبان ہلا دے | اس رونق بزم کا پتا دے
ای صبح تو راز فاش کر دے | ای مرغ سحر تو ہی خبر دے

کچھہ دی نہ خبر گجر نے بجکر | تکبیر ہوئی اذان سراسر
پھر تو ہوتی بے چھری کی بسمل | رونے لگی منہ تک آگیا دل

نالے چلا کے جب گئے سر | تو جمع ہوئے وہان سب آکر
سر پیٹ لیا ہوئے پریشان | بولی جھنجلا کے آفت جان

او نرگس بے حیا ادھر آ | دیدے ترے ہوگئے تھے پٹ کیا
اچھا بیمار تھی یہ مبتلا | کچھہ منہ تو نہیں سیا تھا تیرا

جو آتے ہوئے نہ تو نے ٹوکا
کیون باندھ سکا نہ پیچ سنبل
سویا کیا کس لئے یہ سویا
مارے نہ طمانچے کیون ہوا نے
پہرے پہ کھڑا رہا تو غافل
ہی ہی مجھے موت کیون نہ آئی
وہ تخم الم لگی جو بونے
شبنم کو بڑا الم ہے پالا
فوارون کیطرح روئی اسجا
نخل ماتم یہ بار لایا
گریہ کی ہوا بندھی جو کیسر
رنگ گلشن مین سوز پنہان
بلبلین ہوئین سلسلہ الم کا
نالان ہوئین بلبلین سراسر
کیونکر اب دل کو ہم سنبھالین
یوسف کی ہو چاہ جسکا بیٹا

آنکھین دکھلا کے گھر سے نے پکڑ لئے نکیون بلا
کیون تہوک کے نہون دام نہ بیلون نے بچھایا
چوکا نہوا جو تر سوسن نے دہوئین نکون انکھا ہے
بت کرو یا سب کو کر | او سرو چمن ہوا تو بدنام
غم ہو گیا ہے | تو باغ نشاط لٹ گیا اب
ہی ہی یہ دن و | دل مین کانٹا کھٹک رہا ہی
گھر والے رگ | کہرام مچا چمن کے اندر
چشم نرگس نا | گل باغ کے سارے ہوگئے زرد
داغی نطف نما | نارنج کا رنج سے لیکا کلیجا
آسیب زدہ پایا | خوشے نے لخت وا ہی سرسر
شبنم نظر آئی پر | دانون کو انار کے کھون کیا
پہولو نیکا ریان | غم آم بنا شجر سے ٹپکا
مہندی دن اپنا | ملنے لگے ہاتھ برگ سارے
دامن غنچہ کا تر | یون بیل منڈہی چڑہی یہ آخر
نکلین اندر لیکا لیلین | دو لو پہر اک طرف پیادہ
تیتو ایک جگہ بھنچکر سو جانا

کیون سرو نے وار پر نہ کھینچا
کیون زہر نہ کلیون نے کھلایا
کیون کانٹے نہ پہولون نے بچھائے
کچھ آئین نہ تیری لنبان کام
گل رو مرا مجھ سے چھٹ گیا اب
الجھن ہے کہ دم اٹک رہا ہی
چڑیو سکے اڑے حواس یکسر
گرمی رخ چمن پڑی پہر
پکا آیا نطفہ جسکر تک
تٹی ہوئی آنسوؤں کی چادر
اشک خونی تہے سب سراپا
یا ہو کے غرہ ثمر سے ٹپکا
کھٹا ہوئے خار کے مارے
بولی وہ دلہن سے ہو کے مضطر
چل نکلین معہ وزیر زادہ
رکہین وہ عزیز آبرو کیا

جان باز شاہ کا اگر آفت جان عاشق ہو کر اپنے گھر لیجا کر شیشہ مین قید کرنا و جب جان باز کا دانستہ شیشہ توڑا پری کا چھوٹکر جان باز اور اوسکے وزیر کو ہلاک کر کے بلبل بنکر تلاش راحت جان مین پرواز کرنا

بانی جب عشق و حسن مین لاگ
دستور یہ ہی ازل سے ٹھہرا
گر تہ چراغ پر پتنگا
پروانہ جو شمع دیکھ جلے
شبدیز قلم کی یون مڑی باگ
سنئے جان و تن مین آگ

وہ نگینوں جو حرف تھے وفا کی
نکلے تھے نام پر خدا کے

افتاد کو وہ اٹھا سکیں کیا
دل مثل نگین ہو جسکا بیٹھا

اک شب کی دلہن وہ دشت غربت
وہ نور وہ گرد راہ کلفت

سوئے جو تکان نے ستایا
طالع کو بھی خفتہ ساتھ پایا

آتا تھا نہ چاہ کرنے سے باز
مشہور زمانے میں تھا جانباز

جان اپنی جانکے نذر کر دی
سوتی ہوی پھول سی اٹھا لی

چپکے سے سواری میں لٹا کر
لے آیا وہ اسکو اپنے جب گھر

یہ غیرت ماہ اسے شہنشاہ
انسان نہیں پری ہو واللہ

واجب ہو کنارہ اس سے کرنا
ہے فرض نہ بے اجل کو مرنا

ہو چین جو شوخ خواب میں تھی
ہے خیر جو شیشہ حجاب میں ہی

عالم سے بنا انہیں نہ چارا
شیشے میں غرض اسے اتارا

بولی مجھے قید کیوں کیا ہی
بتلاؤ تو کیا مری خطا ہی

تم نے کیوں نقد دل چرایا
جانا نہیں مال ہی پرایا

اچھا نہیں جان من کسی طور
تو ہی منصف ہو چھین کر غور

بولی وہ جب ہوش حواس میں آئی
منت کروں تیری یہ نہ ہوگا

بولا جان باز ای دل آرا
ہے کھیلتا جان پر تماشا

اسکا نہ دیا جواب اوسنے
تو شیشہ کو طاق پر وہ رکھ کے

خلوت میں اتار کر وہ شیشہ
لیتا تھا مدام اسکا ایما

تصویر کی طرح پا سکے خاموش
کہتا حیران ہو کے پر جوش

فرماؤ معاف جو خطا ہو
زلفوں کی کسی طرح ہوا دو

ای جان مسیح اب بلا دے
مرتا کوئی دم میں ہوں جلا لے

ہی ماہ یک جا پر
بیٹھ گیا گر پڑے وہ تھک کر

پانو کی نوک
تحریک جنوں وہ ضعف کی روک

ای گردیدنی تھی
ای گوشش فلک شنیدنی تھی

گذرے اک شاہ
تھا حسن پرست و صاحب جاہ

تھا شہلنے کا
شوق اسکے ہوا اسکا را سجا

تھی نیت سمائی
پا لو تھی نسیم نے اڑائی

تو کہنے لگا
کہتا ہی یہی قیاس میرا

آنکھیں کہتی ہیں صبا
چتون سے عیاں ہی کہ پریزاد

اٹھے تو ہی آفت
جو تکے فتنہ تو ہو قیامت

یہ کہہ کے اہل
تسخیر پری میں تھی جو کامل

شیشے میں اکر
جو انکی اعضا دیے جو تکسیر

پھر تو شیشہ ان باز
بولا اے جان ما یہ ناز

کیوں مفت میں لے جانا
سوتے میں نگاہ سے ڈرانا

اسیر ہی جو قرار
تو چھوڑنا کچھ نہیں ہی دشوار

چاہوں تو جلا کر دوں
میٹوں تجھے دہر پاک کر دوں

چھوڑوں نگا تری بات
ہی جان مرے بدن میں جب تک

بولا جب تک رہا ر
اس قید سے چھوٹنا ہی دشوار

ملتا اس سے جواب
غصے کا سوار جن تھا اوس پر

چپ کیوں ہو زبان بلاؤ
تو مان لو جان لیکے بولو

صدقے اس چشم فتنہ
صدقے اس حسن دلربا کی

بت سخت میں پڑا ستم
بت ہی نئی شان کا یہ واللہ

ان باتون سے اور غصہ کہا کر — بل ڈالتی تیوری پر سراسر
پہر تو ابرو کو چوم کر وہ — شیشہ رکہتا تہا طاق پر وہ

یون دل کی ہوس نکالتا تہا — ہر دن یہی اسکا مشغلا تہا
جان باز کی تہی جو ایک زوجہ — دیکہا جب اس نے یہ قرینہ

تو جلنے لگی وہ دلمین یکسر — بولا اک روز اوسکا شوہر
شیشہ آہستہ سے اوٹہالا — بہینچے آسیب کچہہ نہ اچہلا

قابو پایا تو ہو کے مسرور — شیشہ پہینکا تو ہو گیا چور
چہٹتے ہی پری نے پر نکالے — وہ شاہ و وزیر مار ڈالے

جان باز تہا جان پر ہی کہیلا — چہوڑا نہ وزیر نے اکیلا
پہر اوسنے وہ ملک ویران بنایا — زوجہ کو سمجہہ کے محسن اپنا

پہر سر مین وہی ہوا سمائی — بچہڑے سے ہو نکی جو یاد آئی
تو رو کے کہا کہ وائے قسمت — دشمن ہوئی مری ہی صورت

اس شکل سے چاہیے جلنا — ہیئت کا ضرور ہے بدلنا
تہا سر مین پہرا سیر گل تر — بنکر بلبل اوڑی وہ بے پر

دانہ پانی ملا یہ پا تی — آنسو پیتی تو غم کو کہاتی
اوڑتی پہرتی تہی مثل صرصر — پر ہوش تہے مثل نہ بازو پر

تہی راحت جان کی یاد خنجر — یاد آرام جان تہی نشتر
دونو کی یاد جب ستاتی — تو رو کے زبان پر یہ لاتی

غزل

رو پوش ہے مہر ہی قمر بہی — ہے درد جگر بہی درد سر بہی
شمشیر بہی پاس ہے سپر بہی — پاہون تو چلے ہے بہی گردن

ہر دم ہے خیال ابرو زلف — ہے سوز جگر بہی چشم تر بہی
شعلہ بہی بنا ہے دل شرر بہی — لخت دل و اشک کی بدولت

بسمل بہی اوڑا بہی ہر یہ جانا — دامن مین ہین لعل بہی گہر بہی
چہوڑا دل بہی جگر بہی گہر بہی — دل دیکہے نہ عکس مین [illegible]

کس کس کو مین یاد کر کے رو ون — ہے نفع اگر تو ہے ضرر بہی

بیدار ہو کر جان نثار و آرام جان کا آفت جان کو ہر طرف ڈہونڈتا جان نثار کا گم ہو جانا آرام جان کا تنگ ہو کر عمداً دریا مین کود پڑنا۔ جان عالم کا دریا سی نکالکر ایک باغچہ مین رکہنا وہان بلباس بلبل آفت جان کا آنا پہر دونو کا اوسمین قیام کرنا

ساقی ہو جلد پار بیڑا — اوس گہاٹ لگے مجہے خدارا
بیتاب ہون مثل موج بادہ — حدت تپ غم کی ہے زیادہ

وہ دونو جو سو رہے تہے اک جا — خود چونکے رہا نصیب سوتا
غائب نظر آئی آفت جان — آئینہ صفت ہوئی وہ حیران

ڈہونڈا نہ جنگل ادہر ادہر کا — پایا نہ سراغ سیمبر کا
گنجان درخت ایکسو تہے — پیچیدہ بہم مثال مو تہے

ملنے گذرا کہ پہر دفع حاجت — زن تہی نہ بڑی ہو کچہ ضرورت
پہر تو ان جہاڑیون مین جا کر — پہرنے لگا جان نثار مضطر

پہرتا جو رہا وہ بہولا بہٹکا
تو چہا گئی مردنی سراسر
تہی آہ عصا دیا سہارا
مجبور ہو دیکہہ کر سمندر
یہ تنگ تہی زندگی سے اپنی
مرتا نہین کوئی بے اجل آہ
آتا تہا اُدہر سے ایک سردار
وہ دیکہتے ہی ہوا جو شیدا
ماہی تہی نہ مین مگر نکالا
یہ حکم ہو جو ابہی بجالاؤن
پر مصلحتاً کہا یہ رو کر
اللہ نے دی تہی یون تو ثروت
تو خواب مین آکے پیرمرد ایک
یہ سال ہی سخت تیرے اوپر
بیتے ہوا ان ۱۵ سال تجکو آسے
بچپن کی وہ سمجہے میری تقریر
جانے کی جو تہی نہ تجکو عادت
جو بحر عمیق سے نکالا
فقرہ آرام جان کا یکسر
چہوٹا سا اک اُسمین باغچا تہا
اک روز کہڑی ہوئی چمن مین

تازہ کانٹا اک اور کہٹکا
دم مین آرام جان کے منہ پر
آخر اُس گہاٹ لا اوتارا
کچے گہڑے سے لائی پانی بہرکر
گہر موت کا جانتے ہی کودی
نادان ہی زہر جو کوئی کہائے
جاتی تہی جدہر لئے اُسے دریا
بالاے جہاز پہر تو اینچا
مارا دم واپسین بہی کانٹا
ہو دیر ذرا اگر منزا پاؤن
احسان کیا ہی تونے مجہپر
کمبخت مگر بُری تہی قسمت
بولے تری حق نیز پہ نہین نیک
جو مرد چہوٹے بنے وہ پتہر
شادی نہ ذرا بہی غم دکہائی
فرمائی انہون نے کچہہ نہ تدبیر
تو زیست کو جان کر مصیبت
الطاف نے تیرے دل سنبہالا
یہ نقش ہوا دل حزین پر
سرسبز تہا خوب پر فضا تہا
ڈوبی ہوئی رنج مین محن مین

یعنے بہولا اِدہر کا رستا
اُفتاد پڑی تو کر کے فریاد
دکہلائی دیا جو بحر پرجوش
موجین تہین زبان تیغ گویا
اولٹی گنگا بہائی آخر
موجون نے اُٹہا کے صورت گل
حسن نمکین مزے مین لایا
تدبیر جو کی تو آنکہہ کہولی
تو کہنے لگا وہ مسکرا کر
تو تاڑ گئی کہ ہی یہ عاشق
حال اپنا چہپاؤن کیا مین تجہسے
تہی جان جہان کی شاہزادی
مان باپ نے تیری شاہزادی
مٹی کی رہے تو ہوکے مورت
مان باپ سے اُٹہنے ہی کہا یہ
تو چوتہے محل سے بیاہ کی رات
چوتہے دن خود گری مین جا کر
بولا وہ سُن کے غم نہ کرنا
دیکہا جو نہ آنکہہ ہی اوٹہا کر
رہتی تہی تنہا محل کے اندر
کرتی تہی نظارۂ رخ گل

جا کر ہو نہ مشکل وقت پلٹا
راہی ہوئی اُٹہہ کے خانہ برباد
مشتاق کیطرح کہولے آغوش
کیون شور نہ کاٹتین قضا کا
دریا کا سفر وہ سمجہی بہتر
پہندا کہا پیش نگاہ بلبل
پانی منہ مین وہین بہر آیا
بیٹہے دیکہا جو غیر بولی
مان کی تو ہی یہ خطا مقرر
آنکہین کہتی ہین ہی یہ واہی
قصہ تو ذرا سا مین اُسن لے
ہونے لگی اندنون جو شادی
کی تیرہوین ۱۳ سال تیری شادی
دی خاک نہ لطف بزم عشرت
شب مین گذرا ہی ماجرا یہ
بہاگی مین مبتلائے آفات
تو تو نے کرم کیا سراسر
دو سال نہین ہین کچہہ گذرنا
لا کر رکہا مکان کے اندر
جاتی سر شام اُسمین اکثر
بیٹہی جو مقابل آکے بلبل

تو آہ کے شعلے منہ سے چھوڑے
جلکر دل کے پھپولے پھوڑے

بولی تجھے دید گل سزاوار
تجھکو تو نہین نصیب جز خار

یہ کہکے جو گذرا صدمہ دل پر
تو گر گئی غش مین وہ مہ پیکر

اٹھی تو اٹھا دہوان جگر سے
برسے موتی بہی چشم تر سے

بلبل جو وہ ہر طرف تہی پران
کچھہ یاد یہی تہی وہ آفت جان

بوئے دل سوختہ وہ پاکر
آکے بیٹھی تہی شاخ گل پر

دیکھی آرام جان کی حالت
تو لوٹ کے بدلی اپنی صورت

آئی نظر اسکو آفت جان
بولی وہ دیکھتے ہی قربان

اچھی تو رہی بتا کہان تہی
بے تیرے بہن مین نیم جان تہی

کی دونو نے صرف خوش بیانی
اپنی اپنی کہی کہانی

تہین دونو جو بلبل گل تر
رہنے لگین بس چمن کے اندر

پہرتے پہرتے جام جہان نما مل جانا راحت جان کا حال اوسمین دیکھکر مرجان پری کو اسم اعظم پڑھکر بلانا راحت جان کو طلب کرکے اوس باغچہ مین پہنچنا جہان آفت جان اور آرام جان مقیم تہین پہر عقد ہونا جان نثار کا ساتھہ جان جہان دختر جان عالم کے پہر مراجعت کرنا طرف وطن کی بخیر و خوبی مع ہمراہیونکے وطن پہنچنا کہانی کا تمام ہونا

ساقی ہوتا ہے دور آخر
دینا ہی تو دے وہ جام بہر کر

جسکا ہے نشہ چشم دل مین
پیدا ہو سرور آب و گل مین

ہو دختر زر مدام بر مین
بیکے نہ خیال خام سر مین

بچہڑے ہوی سب بہم ہون اک جا
گلشن مین نہو خزان کا کہٹکا

رہ جائین دلو نکلے غنچے کہلکر
بلبل ہو نہال گل سے ملکر

نکلے نہ چمن سے عمر بہر پہر
گہومے نہ برنگ جام سر پہر

ہو یاد گیا تہا راہ جو بہول
لینے وہی جان نثار معقول

بن آئی ہوا جو بن سے باہر
آئی نظر ایک شے مدور

دیکہا جب اسکو پاس جاکر
تو جام جہان نما تہا یکسر

گہوما گرد اسکے مثل پرکار
تا راحت جان سے ہو خبردار

ہے قاف مین وہ سراغ پایا
شعلو نمین چہپا چراغ پایا

دیکہا مرجان پری کا گہر ہے
اوسمین بیٹہا وہ سیم بر ہے

شعلہ تہی وہی پری مقرر
جو لے گئی تہی اسے اوڑا کر

پہر غور کیا تو ایک جا پر
پائین وہ دونو حور پیکر

اک برج مین دو قمر کو پایا
اک درج مین دو گہر کو پایا

تہا یاد جو اوسکو اسم اعظم
پڑہکر سوئے قاف کرتے ہی دم

آئی مرجان تو ہوکے برہم
بولا وہ بشر تو لا اسی دم

پران ہوی ساتہہ لیکر آئی
آپس مین ملے مراد پائی

ان دونو کا پاکے پہر اشارا
ان دونو کے پاس جا اوتارا

ربع مسکون مین پہیلی عشرت
چارون کو ہوی نصیب راحت

رحمت نہ خدا کی ہو اگر دور
تو دور نہین ہے کوئی مہجور

مرجان سے کہا ابھی تو جا کر — حاکم کو یہان کے لا یہان پر
لائی تو شگوفہ تازہ پھولا — پہچان گیا وزیرزادہ
یہ شاہ وہی ہے جان عالم — پتھر سے جسے کیا تھا آدم
تھی جان جہان اسی کی دختر — تھا خضر کا قول راستی پر
خوش ہو کے جو وہ ہوا بغلگیر — شہزادہ نے عفو کردی تقصیر
مرجان سے کہا تو اپنے گھر جا — تیرا ابھی قصور ہم نے بخشا
راضی جو وزیرزادہ پایا — تو جان جہان سے عقد باندھا
اسمین جاڑا پڑا بہ کثرت — تبدیل ہوئی گلونکی رنگت
سردی نے دکھائی اپنی گرمی — سیل برف کی کل زمین کردی
پالے سے پڑا ہر اک کو پالا — شبنم بنی گرتے گرتے ژالا
ہوتا نہ اگر یہ فضل باری — تو دہر کو کھوتی برف باری
یخ کی جو ہوا بندھی برابر — جمنے لگی بات بھی نکلکر
اندھیر تھا یہ کہ مہر رخسار — پہلو کرتی نہ گرم زنہار
تھا شغل اگرچہ بادہ نوشی — پر سرد پڑی تھی گرمجوشی
عشاق کو بس تھا سوز فرقت — دیتے تھے دھوئین دلونکو راحت
سب شعلہ رخون کو یاد کرتے — دل سینک کے اپنا شاد کرتے
شعلونمین نہین رہی تھی گرمی — شمعین سب پڑ گئین تھین ٹھنڈی
خورشید مین ماہ کی شباہت — تھی دھوپ مین چاندنی کی ہیئت
غنچے تھے لئے لحاف منہ پر — اوڑھے تھے لبادے گل سمٹ کر
اینٹھے ہوئے تھے جو پرند سارے — بے پر ہوئے تھے پرند سارے
سمجھا یہ شاہزادی نے جب — ہے رنگ خزان بہار پر اب
تو جبر اٹھا کے اپنے دل پر — دو ماہ جما رہا برابر
پیتا رہا جام شادمانی — جب تک ہے بہار نشۂ جوانی
جاڑے کا ہوا شباب ٹھنڈا — تو حب وطن نے دل مسوسا
تھا فضل خدا جو اوسکا رہبر — تو ایک سب کو لیکے وہ گھر
مان باپ نے پائی زندگانی — فارس مین پھر آئی شادمانی
وہ شاہ و وزیر ہو گئے شاد — اوجڑے ہوئے گھر ہوئے پھر آباد
دونو کی دعائین کام آئین — ہوئین دونو نے مفت پائین
یون ملکے رہے بہم وطن مین — جسطرح کہ لطف ہو سخن مین
جیسے ہوے کامیاب وہ سب — یون پائین مراد ہم بھی یارب

خاتمہ کتاب مشتمل مدح وستایش وزیر شاہ دکن معہ حال قیام مصنف حیدرآباد دکن

لا جا کے مے طہور ساقی — خم مین جو تیرے نہین ہے باقی
کیفیت خلد نشہ دکھلائے — ہو ڈورا رگ گل کا رشک بنجائے
واقف نہین تو کہ کون ہو تمیز — مداح شہ دکن ہو تمیز
کوثر کی وہ عین آبرو ہے — موجونکی اسی سے شست و شو ہے
وہ گوہر درج اصطفا ہے — وہ اختر برج اجتبا ہے
تا آل وہ ایک سلسلہ ہے — سلک گہر اوسکا پرتو ہے
اُس سلسلہ کی سوا جو ہو شاہ — کچھ بھی وہ نہین نظر مین واللہ
درویش ہون پر نہین یہ ہمت — کہتا ہون حق رکھے سلامت

تقسیم کریم پر ہون صابر | ہی شکر کی جا کہ ہو نہین شاکی
مداحی سرور دو عالم | یا عترت احمد مکرم

ہی صبح و مسا شعار اپنا | ہی یہ سبب وقار اپنا
وہ وصف شہ دکن مین پائے | دو لطف نئے سخن مین پائے

دو چہرے اک آئنی مین دیکھے | اک برج سے دو ستارے چمکے
سلطان ہی شہ زمن ہی | پائی اک ذات تو یہ سوجہی

مدحت کردن شاہ پاک خو کی | دو شاخین ہون نخل آرزو کی
اک شاخ کے گل ہون حسن عقبےٰ | پہل دوسرے کے ہون جاہ دنیا

یہ جانکر اک کہا قصیدا | دولت جسکا کہ قافیہ تہا
ہر جہوٹ کو صدق کر دکہانا | ہر خار کو پہول ست ملایا

ہر علم و ہنر کے گل کہلائے | ہر رنگ کے باغ نو دکہائے
اس طبع روان کی گلفروشی | گردون وہ زمین بنا کی تہوڑی

رہبر ہوئی آرزو تو پہونچا | لیکر در شاہ پر قصیدا
پائی جو شکستہ پارسائی | لاہو ہوئی فکر مومیائی

مہندی حسن ہوئی مددگار | برلائی نہ شاخ اولین بار
اسوقت مین جو وزیر شہ تہے | جانا اون تک قصیدہ مجہے

کیا دور عطا کرین جو منصب | ہین جلب سے برکے دہ لیتی اسب
سمجہین گے رئیس خاندانی | فرمائین گے قدر خوش بیانی

آغا میرے ایک تہے جو مشہور | سب کہتی تہے پیش دست دستور
بہیجا مجہے انکے پاس فی الفور | داب شاہی پہ بہٹنے کی غور

زربفت کاسی کی اک خریطہ | رکہہ کے کچہہ چہپان قصیدہ
خود جاکے دیا تو بولے بہتر | پیش انکو کرونگا مین مقرر

کرتے رہے آج کل برابر | گذرے دو سال اسکے اوپر
تو بولے کہ گم ہوا خریطا | حیرت ہوی ہی بنا تماشا

سارق کا خیال دل مین آیا | اخبار و نبین تو اسے لکہایا
ضیغم نے بہی تذکرہ مین لکہا | تا ہو نہ تلف یہی تہا کہنا

اس ذکر کا مجملاً اشارا | اول ہی کتاب کے ہوا تہا
باعث تہی قیام کی یہ امید | نکلا بے نور جب یہ خورشید

تو افسر جنگ سے ملا مین | تا شاہ سے یادون مدعا مین
ہر وقت انیس شہ کو دیکہی | ہر وقت مین گرد مہ کو دیکہی

فرماکے کرم کیا یہ وعدہ | مین پیش کرونگا یہ قصیدہ
اسوقت قیام کا زمانہ | کچہہ چار برس سی تہا زیادہ

ان برسون مین کی جہو نہی مراد | مشکور ہون انکا مین بہی یاد
راجہ کاظم حسین خان ایک | لطف اللہ بین بڑی نیک

مہندی حسن کہ ذکر جسکا | اوپر بہی ہوا یہان ہی آیا
جو تہے مین حبیب خوش طبیعت | کی صرف بہت انہون نے الفت

تہا جنکو لحاظ پاس بسیار | باہم وہ عتیق و ضیغم و زار
تیرہ سو دو تہا سال ہجری ۱۳۰۲ | جو مثنوی کی بنا پڑی تہی

گلدستہ جوہر سخن کا | ضیغم ہی سے جو فروغ گل تہا
شایع ہوئے اسمین چند اجزا | جانا ہر اک نے نام اسکا

سن تین مین آیا مین دہلی | مطلب مین جو اپنے دیر دیکہی
اس سال ہی ختم مثنوی کی | ہاتف نے بہی ٹرہ کی یہ صدا دی

اہتمام میں مدعا کی بو ہے / سن اک گل باغ آرزو ہے
آیا جو جواب گول مٹول / تو دل نے مرے کہا کہ لاحول
دنیا نہ ملی تو اس کا غم کیا / سو کبھی اک شاخ تو الم کیا
ہے دوسری شاخ تازہ و تر / محبوب خدا کے دین ہی گھر
ہین نسل حبیب حق سے یہ بھی / کیا دور جو کھو وین فکر تیری
کر ختم کتاب شاہ کے نام / تا ہو دو جہان مین یہ دی کام
اک دل ہین وہ شاہ اور دستور / بہبودی خلق انکا دستور
دو آنکھین ہین ہیتی ہین جو بیدار / غفلت سے جنہین نہین سروکار
وہ کون وزیر آسمان جاہ / در کون سا شاہ کل کا دلخواہ
کی مدح کی فکر سر جھکایا / اک مطلع نور ہاتھ آیا

پھر تار کئے دکن روانہ / تا دور ہو کلفت زمانہ
دنیا کی طلب نعوذ باللہ / اونکی طلب نعوذ باللہ
کیا مال ہو مال بات کیا ہے / دنیا بڑی کائنات کیا ہے
محشر مین صلہ وہ تجکو دینگے / کیا غم ہے وہ شاد جب کرینگے
اس گھر مین درد ست جو ہیری / ہان ایک فقط نہین نہین ہے
اسوقت ہین جو وزیر شہ کے / اونسے کبھی منسلک ہین رستے
اب اور ہی رنگ ہے وہ انکا / منعقود ہے پھول زعفران کا
کر مدح وزیر شہ سے پہلے / ہو لعبد و ضو مدار جیسے
سنتے ہی بدل گئی طبیعت / بھولی ہوئی یاد آئی نیت

مدح جناب مستطاب معلی القاب نواب محمد مظہر الدین خان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر آسمان جاہ بہادر کی۔ سی۔ آئی۔ ای وزیر و مدار المہام حال شاہ دکن دام اقبالہ ؏

وہ بدر رخ و صف پر اڑی آنکھ / خورشید جمال سے لڑی آنکھ
وہ صورت خوب روبرو ہے / مشتاق تھی جسکی ہر گھڑی آنکھ
ہے رنگ تصور اور ہی آج / کیونکر نہو گل کی پنکھڑی آنکھ
سرمہ ہے یہ گرد دامن حسن / دنیا کی رکھتی ہے جھڑی آنکھ
کی مدح جو صورت سخن سنج / سب بولے ہی عین پھلجھڑی آنکھ
چہرے کو سمجھکے نور کبیر / رکھتی ہے نظر مین ہر گھڑی آنکھ
ثابت ہوا اسکو نقش پا سے / کیوان کی زمین مین ہے گڑی آنکھ

اسکے جلوے نے منہ دکھایا / کیون ہوگی بری اچھل پڑی آنکھ
کیا بار خیال سے پڑے بل / مستی کی جماہی کب دھری آنکھ
اوصاف جو باقی ہین مسلسل / موتی کی سمجھتی ہے لڑی آنکھ
باقی جو نہ سبز کشت امید / ساون کی لگاتی بس جھڑی آنکھ
روشن ہی وہ دین یہ آسمان جاہ / جو مہر کی بھوڑ دین کڑی آنکھ
آنکھین انجم ہلال ابرو / ہے ناف کہ مہر نے جڑی آنکھ
آکر در فیض پر شب و روز / سائل سی نظر پڑی کھڑی آنکھ